لکھنؤ

تعمیر حیات

ہندوستان کا پندرہ روزہ

مدرسہ کا شجرۂ نسب

حقیقی مدرسہ کی بنیاد اور پہلے مدرسہ کی بنیاد کہاں رکھی گئی ہے؟ پہلے مدرسہ کی بنیاد قرطبہ اور غرناطہ میں نہیں رکھی گئی، قیروان اور قاہرہ میں نہیں رکھی گئی، دہلی اور لکھنؤ میں نہیں رکھی گئی، فرنگی محل، ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند میں نہیں رکھی گئی، پہلے مدرسہ کی بنیاد مسجد نبوی میں رکھی گئی اور اس مدرسہ کا نام صفہ تھا آپ مجھے معاف کریں میں مدرسوں میں صحیح النسب مدرسہ اور عالی نسب مدرسہ اسی کو سمجھتا ہوں جس کا شجرۂ نسب صفۂ نبوی پر جاکر ختم ہو اور میں اسی مسجد کو صحیح النسب سمجھتا ہوں جس کا شجرۂ نسب کعبۂ ابراہیمی پر جاکر ختم ہو اور مسجد نبوی پر ختم ہو، میں اسکے مقابلہ میں دوسرے الفاظ بولنا نہیں چاہتا کہ وہ مسجد کیا کہلائیگی؟ لیکن قرآن مجید نے بتادیا ہے، ہمیں اور آپ کو کوئی نیا لقب ایجاد کرنیکی ضرورت نہیں، وہ مسجد، مسجد ضرار کہلائیگی، جس کا شجرۂ نسب ابراہیم و محمد علیہما السلام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر ختم نہیں ہوتا۔

اور وہ مدرسہ مدرسہ نہیں بلکہ انسانیت کی قتل گاہ کہلائے گا، جس کا شجرۂ نسب صفۂ نبوی پر ختم نہیں ہوتا، مسجد نبوی پر ختم نہیں ہوتا، اور ابوذرؓ و سلمانؓ پر ختم نہیں ہوتا، صدیقؓ و علیؓ پر ختم نہیں ہوتا، زیدؓ اور سیدہ عائشہؓ پر ختم نہیں ہوتا۔

ان مبلغان دین، ان ہادیان انسانیت، ان پیشوایان عالم پر ختم نہیں ہوتا، جنھوں نے ہدایت کا پیغام دیا، جنھوں نے قربانی کا پیغام دیا، جنھوں نے خود نقصان اٹھاکر دوسروں کو نفع پہونچانے کا پیغام دیا کہ اپنا زیاں مقصود ہے اور اپنا زیاں گوارہ ہے لیکن دوسروں کا زیاں گوارہ نہیں، جنھوں نے یہ پیغام دیا کہ اپنے گھر میں اندھیرا رکھ کر دوسروں کے گھروں میں روشنی کا انتظام کرو، اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر (اس لئے کہ ان کا سلسلہ انھیں پر ختم ہوتا ہے، جنھوں نے غزوۂ خندق میں پیٹ پر دو دو پتھر باندھے تھے) دوسروں کے بچوں کا پیٹ بھرنے اور ان کو کھلانے کا انتظام کرو، جنھوں نے یہ پیغام دیا کہ مدرسہ کا کام ملازمت دلانا نہیں ہے مدرسہ کا کام آسامیاں بانٹنا نہیں ہے، مدرسہ کا کام ایسا پڑھا لکھا انسان بنانا جو اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو مسحور کر لے نہیں ہے، مدرسہ کا کام قرآن سنانا ہے جب کہ دنیا میں ہر حقیقت کا انکار کیا جارہا ہو اور یہ کہا جارہا ہو کہ سوائے طاقت کے کوئی حقیقت ہے ہی نہیں، جب دنیا میں بلا محابہ ڈنکے کی چوٹ پر کہا جارہا ہو کہ دنیا میں صرف ایک حقیقت زندہ ہے اور سب حقیقتیں مرچکیں، اخلاقیات مرچکے، صداقت مرچکی، عزت مرچکی، غیرت مرچکی، شرافت مرچکی، خودداری مرچکی، انسانیت مرچکی، صرف ایک حقیقت باقی ہے اور وہ نفع اٹھانا اور اپنا کام نکالنا ہے، وہ ہر قیمت پر عزت بیچ کر، شرافت بیچ کر، ضمیر بیچ کر، اصول بیچ کر، خودداری بیچ کر صرف چڑھتے سورج کا پجاری بننا ہے، اس وقت مدرسہ اٹھتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ انسانیت مری نہیں ہے اسوقت مدرسہ یہ اعلان کرتا ہے کہ نقصان میں نفع ہے، ہارجانے میں جیت ہے، بھوک میں وہ لذت ہے جو کھانے میں نہیں، اسوقت مدرسہ یہ اعلان کرتا ہے کہ ذلت بعض مرتبہ وہ عزت ہے، جو بڑی سے بڑی عزت میں نہیں، اس وقت مدرسہ اعلان کرتا ہے کہ سب سے بڑی طاقت خدا کی طاقت ہے، سب سے بڑی صداقت حق کی صداقت ہے۔ یہ ہے مدرسہ کا کام اور اگر مدرسہ یہ کام چھوڑ دے اور دنیا کے سارے کام کرنے لگے تو وہ مدرسہ، مدرسہ کہلانے کا مستحق نہیں۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

Regd No. LW/NP 56

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

Phone:

قابلِ مطالعہ، مجلس دعوۃ الحق۔ کڈی۔ اتر گجرات کی پیش کش

آسان روزی

روزی میں آسانی و برکت اور دشمنوں و بلاؤں و مصیبتوں سے حفاظت کے لئے الحاج محترم جناب صوفی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم نے چھوٹے چھوٹے چند رسائل تالیف فرمائے ہیں۔ جن میں قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال سے اس سلسلہ کی دعاؤں اور معمولات کو جمع فرمادیا ہے۔

آسان رزق (اردو) قیمت ۲/۵۰

آسان رزق (گجراتی) قیمت ۲/-

آسمانی روٹی قیمت ۱/-

راہِ امن قیمت ۱/-

کلام صوفی

حضرت صوفی سید عبدالرب صاحبؒ کی شخصیت علمی، دینی اور ادبی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، موصوف سلسلۂ تھانوی سے منسلک ایک مثالی مرد مومن۔ اسلام کے وفادار مجاہد اور لاتخافون فی اللہ لومۃ لائم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ وہبِ حقیقی نے آپ کو کمالِ شاعری اور ذوق سخن سے بھی بھرپور نوازا تھا۔ حضرت صوفی صاحبؒ نے کلام کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہے۔ گر حرارت ایمانی، جذبۂ اصلاح اور للہیت آپ کے کلام کی وہ روح ہے جو ہر پڑھنے اور سننے والے کے قلب کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ صوفی صاحبؒ کا یہ ایمانی اور ادبی ذخیرہ سینکڑوں صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔ جس کا ایک انتخاب "کلام صوفی" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم اور حضرت شاہ محمد ابراہیم صاحب ایم اے مدظلہم العالی کے قیمتی اور معلومات افزا مقدمات نے کتاب کی افادیت کو دوچند کردیا ہے۔ "۲۰×۳۰" سائز کے پانچ سو سے زائد صفحات۔ کتابت۔ طباعت۔ کاغذ جلد۔ ہر چیز معیاری۔ قیمت: پچیس روپے۔ 25/-

اہم سفر

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور بزرگوں کے کلام سے ایسے موثر مضامین اور عبرت آموز حکایات واشعار جمع کردئے گئے ہیں جس سے سفر آخرت کی تیاری کی فکر پیدا ہو۔ ساتھ ہی بیماری کے مسائل، تلقین کلمہ، غسل میت، کفن دفن، نماز جنازہ اور ایصال ثواب وغیرہ کا مسنون طریقہ، وصیت ومیراث کے متعلق اہم مسائل بھی شامل کردئے گئے ہیں جن کی طرف عوام بلکہ بعض خواص کو بھی کم ہی توجہ ہوتی ہے۔ خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ۔

قیمت: چار روپے ۴/-

تحریکِ ایمان

دینی دعوت اور تبلیغی جدوجہد کے بارے میں حضرت صوفی عبدالرب صاحبؒ نے ایک غیر معمولی اثر انگیز نظم لکھی تھی جس میں دنیا کے عام شر وفساد اور خاص کر مسلمانوں کی دینی بربادی پر خون کے آنسو بہائے ہیں اور امت کے اہل درد کو توجہ دلائی ہے کہ بے طلب عام مسلمین کی خبر گیری اور اللہ ورسول اور دین سے ان کا تعلق جوڑنے کے لیے تبلیغی جماعتوں کے طرز پر عمومی دینی دعوت اور اصلاحی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صوفی صاحب نے یہ سارے مضامین بڑے موثر اور پر درد انداز میں ادا کیے ہیں۔ ساتھ ہی اس تبلیغی کام کے اصول وآداب اور اس پر خداوندی نصرت کے وعدول کا بیان اور اس سلسلے کے دوسرے مضامین ہیں۔ کتاب کے شروع میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کے مفصل اور موثر پیش لفظ نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگادیے ہیں۔ خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ قیمت دو روپے۔ 2/-

گجراتی دینی نصاب

دینی مضامین کے ساتھ گجراتی زبان سکھانے والی کتابیں مجلس دعوۃ الحق کڈی اتر گجرات کی طرف سے بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہیں جو گجراتی مسلمانوں کے لئے شرک وکفر کے مضامین سے بھرے ہوئے اسکولی کورس کا نعم البدل ہے اس سلسلہ کی تین کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

گجراتی تختی قیمت پچاس پیسے

ایمانی بال پوتھی دو روپے پچاس پیسے

اسلامی پہلی چوپڑی قیمت چار روپے

نقشہ دینی نصاب

اگر بچوں کو ابتدائی قاعدہ ہی سے مدرسین کرام حروف کے مخارج اور میم ونون کے اظہار واخفاء وغیرہ اور لام وراء کے باریک و پُر پڑھنے کے قواعد کا خیال رکھتے ہوئے پڑھائیں تو بچے ابتدا ہی سے قاری ہوجائیں چنانچہ اس سلسلہ کے ضروری قواعد آسان عبارت میں اختصار کے ساتھ اس نقشہ میں لکھ دئے گئے ہیں نیز سرکاری اسکولوں میں جانے والے بچوں کے لئے کم وقت میں پڑھایا جانے والا دینی نصاب اور تعلیم وتربیت کے بارے میں کچھ مفید ہدایات بھی شامل کردی گئی ہیں۔ الغرض یہ نقشہ مکاتب اسلامیہ کے مدرسین کرام کی خدمت میں ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ قیمت صرف ۵۰ پیسے

زبانی نصاب یعنی ماثورہ دعائیں اور اسلامی آداب

اس کتاب میں روزمرہ کی مسنون دعائیں۔ کلمے اور نماز پنجگانہ۔ نماز جنازہ وغیرہ کی دعائیں ترجمہ کے ساتھ۔ نیز کھانے، پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، مجلس میں بیٹھنے، بڑوں کے لئے، مسجد میں جانے، سلام ومصافحہ، چھینک جمائی، استنجا وغیرہ کے اسلامی آداب۔ نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا مختصر آئینہ اور آپ کے گھر والوں کے نام وغیرہ نہایت ضروری باتیں جمع کردی گئی ہیں، ساتھ ہی ایمانی جذبہ کو ابھارنے والی نظمیں بھی شامل کردی گئی ہیں۔ الغرض یہ کتاب ہر مسلمان گھر کے لیے ضروری چیز اور ایمانی تحفہ ہے۔ مکاتب اسلامیہ کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق کتاب۔ دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ۔

قیمت: چار روپے ۴/-

نوٹ: تاجر حضرات کے لئے ادارہ کی تمام کتابوں پر خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ:

KADI
N. GUJRAT

محمد یونس صدیقی خادم مدرسہ دعوۃ الحق کڈی۔ اتر گجرات

تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۷ | ۱۰ ر اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء — ۲۹ ر ذی قعدہ سنہ ۱۴۰۰ھ | شمارہ نمبر ۲۳

یکم نومبر ۱۹۸۰ء سے نافذ العمل

زرِ تعاون

اندرون ملک	بیس روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
بیرون ملک، بحری ڈاک، جملہ ممالک	۵ پونڈ
ہوائی ڈاک	
ایشیائی ممالک	۷ پونڈ
افریقی ممالک	۸ پونڈ
یوروپ و امریکہ	۱۰ پونڈ

مصالحت کی سعی ناکام

ایران اور عراق کے مابین تنازعہ اور پھر شدید جنگ نے اس علاقہ کے حالات پر نظر رکھنے والوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آخر ان دونوں ملکوں کو جنگ کی اس دہکتی ہوئی آگ میں کودنے کی کیا ضرورت تھی، کیا یہ مسائل میز پر طے نہیں ہو سکتے تھے یا اس کو طے کرنے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی یا آگ پانی کو جمع کرنا ممکن نہیں تھا، اگر ممکن تھا تو اس کا طریقہ کار کیا ہو، اور اگر ممکن نہیں تو اس کے کیا اسباب ہیں اور اس علاقہ کے لوگ اس آگ میں کب تک اسی طرح جلتے رہیں گے، اس کو جاننے کے لئے دونوں ملکوں کا نقطۂ نظر جاننا ضروری ہے۔

عراق اور ایران کے مابین کشمکش کوئی نئی بات نہیں ہے اور ان دونوں ملکوں کے مابین ہمیشہ کوئی نہ کوئی تنازعہ رہا ہے اور دونوں کبھی بھی ایک دوسرے سے مطمئن نہیں رہے۔ ماضی قریب میں دونوں کے مابین براہ راست ٹکر تو نہیں ہوئی تھی مگر دونوں بالواسطہ ٹکراتے رہے ہیں اور جانی و مالی نقصان اٹھاتے رہے ہیں۔ کردوں نے جب اپنی آزادی کے تحفظ و خود مختاری کی بقا کی جنگ لڑی تو ۱۶ ہزار عراقی فوج کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ کردوں کی امداد ایران اور روس دونوں کر رہے تھے اور بالآخر عراق نے مجبور ہو کر الجیریائی صدر کی وساطت سے ۱۹۷۵ء میں جب موجودہ عراقی سربراہ اور سابق شاہ الجزائر اوپیک کی کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے تھے، مصالحت کر لی اور ایران نے کردوں کی امداد نہ کرنے کا وعدہ کیا جس کے معاوضہ میں عراق کو ۱۲ سو کیلو میٹر کا علاقہ ایران کے حوالہ کرنا پڑا۔ اس وقت سے دونوں ملکوں کے مابین تعلقات بالکل پرسکون تھے اور کوئی متنازع بات نہ تھی، مگر جب سے ایران کی اسلامی انقلاب کے ذریعہ تطہیر ہوئی ہے اس وقت سے دونوں ملکوں کے مابین تعلقات دن بدن کشیدہ ہوتے چلے گئے۔ ابتداء میں یہ اختلافات نظریاتی تھے مگر بعد میں سیاسی ہو گئے اور ایران کے نشریاتی اداروں سے بار بار یہ اعلان کیا جانے لگا کہ حکمراں کو ہٹا دو، بغاوت کر دو جس کی وجہ سے کچھ ایرانی المسلک علماء کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں اور بعض کو ملک بدر ہونا پڑا۔

انقلاب کے بعد ملک کو بدترین دور سے گذرنا پڑا اور انقلابیوں نے سابق عہدیداروں کے ساتھ جو سلوک کیا اور جس طرح ان کو موت کے گھاٹ اتارا گیا اس سے دل کانپ اٹھتا ہے اور ایرانی اسلامی انقلاب کے متعلق کوئی اچھا تصور قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اسلامی انقلابی کونسل نے شاہ کو ملک بدر کرنے کے بعد جو پالیسی و نظریہ اپنایا اس سے ملک کا ایک طبقہ جو شاہ کے خلاف تھا وہ تو خوش ہوا مگر جب کردوں کی آزادی اور خود مختاری پر حرف آیا تو ملک کا وہ حصہ ایک بار پھر آگ کی لپیٹ میں آگیا اور مجبوراً ان علاقوں کو ان کے منشا و مرضی کے مطابق حقوق دینے پڑے، اسی طرح جب حکومت بنانے کی باری آئی تو یہ عقدہ آج تک نہ حل ہو سکا اور مکمل وزارت اتنی طویل جد و جہد کے بعد بھی تشکیل نہ دی جا سکی یہ تمام چیزیں بد انتظامی و بد سلیقگی کی بدترین مثال ہیں اور جس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہو اس کا یہ حال ہو، ان کے نزدیک انقلاب کا مطلب اقتدار میں تبدیلی اور ایرانی المسلک افراد کی تعیین ہے اور جن ملکوں میں ایسا نہیں ہے وہاں کے عوام کو آئے دن اپنے حکمراں کے خلاف آواز بلند کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اور اس سے نہ سعودی عرب محفوظ ہے نہ پاکستان، نہ عراق اور نہ اسلامی ممالک۔ اور وہ اسی طرح بیرون ممالک کے مسائل پر سوچتے ہیں جس طرح ایران کے اندر شاہ کے بابت فضا تیار کی گئی تھی۔ شاہ کا تو ایرانی عوام سے براہ راست تعلق تھا جس سے بغیر کسی توسط کے دونوں متاثر ہو جاتے تھے اور ہو گئے تھے اور نوجوانوں میں جو اسلامی انقلاب کی اسپرٹ پیدا ہوئی تھی اور جس سے وہ سرمست ہو گئے تھے ان سے ہر وہ کام لیا جانے لگا جو ایک پاگل قیدی سے لیا جاتا ہے اس طرح اندرونی اور بیرونی اور بین الاقوامی امور سے نپٹا جا رہا ہے۔

ایران کے قریب ترین ملک عراق میں عوام کو بھی اسی قسم کی تبدیلی کے لئے بار بار تلقین کی گئی مگر وہاں کا حکمراں ایسا نہیں ہے جو شاہ کی طرح پورے ملک پر برسوں سے قابض رہا ہو اور عوام کا استحصال کر رہا ہو، بلکہ وہاں انتخابات بھی ہوئے اور عوامی نمائندوں پر وزارت بنی ہے اور اس کو لیڈرشپ بھی ملے، ابھی دو سال سے زائد نہیں ہوئے اگرچہ وہ اقتدار میں اس سے قبل شریک تھا مگر سربراہی دوسرے کو حاصل تھی، دوسرے شاہ کی طرح اس کی کوئی خاص لابی بھی نہ تھی جو اقتدار اعلیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہر کس و ناکس معاملہ میں عبرتناک سزائیں دے۔ اس نے اپنے پڑوسی ملک کی ریشہ دوانیوں سے مجبور ہو کر جس معاہدہ کو اس نے خوش ہمسائگی کے جذبہ کے تحت قبول کیا تھا۔ جب وہ جذبہ ہی نہ رہا تو اس نے اسے توڑ دیا اور ان علاقوں کا مطالبہ شروع کر دیا جس سے معاہدہ کے تحت دستبردار ہونا پڑا تھا اور شط العرب میں ایرانی جہاز رانی کے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں دونوں ملک جنگ کی آگ میں بری طرح جھلستے جا رہے ہیں اور ابھی تک کوئی ایسے آثار نظر نہیں آ رہے ہیں جس سے یہ توقع کی جائے کہ جنگ بند ہو جائے گی کیونکہ اسلامی کانفرنس کے نمائندوں کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں اور سلامتی کونسل کی اپیل پر یکطرفہ عراق کی جانب سے جنگ بندی کا ہیں ہو سکتی ہے۔

اب تک ایران سے جس معاملہ میں بھی مصالحت یا مفاہمت کی بات آئی اس میں ابھی تک کوئی گفتگو کامیاب نہیں ہو سکی، چاہے وہ مسئلہ امریکی یرغمالیوں کا ہو، عراق ایران سرحدی جھگڑے کا ہو بین الاقوامی توقعات کی استواری کا ہو اور پڑوسی ملکوں سے روابط میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی بات ہو، سابقہ روایات کے مطابق ایران اس معاملہ میں بھی قدیم

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ ۲۰ روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی۔ پی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی پی خرچ Rs. 23/25 کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب و سنت سے

مسلمانوں کی عزت و آبرو کا پاس و لحاظ

مولانا سید عبد الحی حسنی رح

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

(سورہ حجرات آیت ۱۱)

مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

(سورہ حجرات آیت ۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

(سورہ احزاب آیت ۵۸)

اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت سے) جو انھوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔

(سورہ مائدہ آیت ۳۲)

جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے، یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے، اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو لوگوں کے سامنے تقریر فرمایا، آپؐ نے فرمایا لوگو! آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا، یہ حرمت (و احترام) کا دن ہے، پھر آپؐ نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ قابل احترام شہر ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ حرمت کا مہینہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا، تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری عزتیں، اس دن، اس شہر اور اس مہینہ ہی کی طرح قابل احترام ہیں، بار بار آپ نے یہ فرمایا، پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا، اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا۔ حضرت عباس نے فرمایا، خدا کی قسم امت کے نام یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے جو موجود ہے اس کو چاہئے کہ غائب کو یہ وصیت پہنچا دے۔ تم ہمارے بعد کافر نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردن مارو۔ (رواہ البخاری)

حضرت یزید بن شریک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا، خدا کی قسم کتاب اللہ کے سوا ہمارے پاس اور کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔ اس صحیفہ میں کیا ہے پھر اس کو کھولا تو اس میں دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا اور بہت سارے زخموں کے تاوان کا ذکر تھا، ذمہ لینے میں تمام مسلمان برابر ہیں، ان کا ایک ادنیٰ شخص بھی ذمہ لے سکتا ہے جس نے کسی مسلمان سے بدعہدی کی، اس پر خدا کی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہ فرمائے گا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپس میں محبت کرنے، ایک دوسرے پر باہم رحم کرنے اور ایک دوسرے پر لطف و مہربانی کرنے میں مومنین کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے، (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے نہ بے سہارا چھوڑتا ہے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی ضرورت کو پورا کرتا ہے، جو شخص اپنے بھائی سے ایک مصیبت دور کرتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرمائے گا، جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، کوئی خریداری کر رہا ہو تو تم خواہ مخواہ کے لئے اس سودے کا دام نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منھ نہ موڑو، کوئی تم میں سے سودا کر رہا ہو تو دوسرا اس پر سودا نہ کرے۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اس کو بے سہارا چھوڑتا ہے، نہ اسے حقیر سمجھتا ہے، تقویٰ یہاں ہے (آپؐ نے تین مرتبہ یہ فرمایا اور تینوں مرتبہ سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو سبھی کچھ محترم ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، ٹوہ میں نہ لگو، لوگوں کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھنے کی فکر میں نہ رہو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منھ نہ موڑو، اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے دونوں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیر لے اور وہ ادھر منہ پھیر لے، ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (رواہ البخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا، تمہارا برا ہو یا فرمایا کہ تم برباد ہو، دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ (رواہ مسلم)

(بقیہ صفحہ پر)

علامہ سید سلیمان ندوی

تاریخ اور ہماری ذمہ داریاں

— ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء میں ڈھاکہ میں منعقدہ تاریخ کانفرنس کے خطبۂ صدارت کی تلخیص۔

مسلمان پہنائے عالم میں پھیلے اور ہر جگہ ان کو اپنا ہر کام ازسرِنو کرنا پڑا — وہ ویرانوں میں پہنچے اور ان کو معمورۂ عالم بنایا عرب کے ریگستان سے لے کر عراق، شام، مصر، شمالی افریقہ، اسپین اور دوسری طرف ایران، ترکستان خراسان، ہندوستان ہر جگہ انھوں نے اپنی تنظیمی و تعمیری قوت کا مظاہرہ کیا دیہات بسائے، قصبے بنائے، شہر تعمیر کئے اور اسی طرح ہر ملک کو جو ان کے علم کے نیچے آیا اس کو آباد کیا اور اپنے تمدن و معاشرت و ثقافت کے مطابق ایسا بنایا جس کی مدح و ستائش تاریخ کی زبان سے آج بھی سنی جا سکتی ہے۔

ہندوستان کی تعمیر میں مسلمانوں کا حصہ

خود ہندوستان کی مثال آپ کے سامنے ہے جہاں اسلام کی کوئی چیز نہ تھی۔ مسلمانوں نے یہاں آکر اپنے تمدن و معاشرت و ثقافت کے ہر منظر کو نمایاں کیا، اگر صرف ایک ہی چیز سامنے رکھی جائے اور کوئی اسکالر اس کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنائے تو عظیم الشان اور ناقابل انکار نتائج کی امید ہے اور وہ یہ ہے کہ سارے ہندوستان کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں پر جو اس وقت آباد ہیں یا جن کا نشان ہندوستان کی اسلامی تاریخوں میں ملتا ہے۔ ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی آبادکاری کیا تھی اور مسلمانوں نے اپنی آمد کے بعد کتنے دیہات، کتنے قصبے، کتنے شہر آباد کئے اور ان کو کس طرح علمی و تعلیمی و تمدنی عمارات سے معمور کیا، اگر آج ہندوستان کے دو نقشے بنائے جائیں ایک ہندوستان قبل اسلام کا اور ایک ہندوستان بعد از اسلام کا، تو معلوم ہوگا کہ اسلام سے پہلے یہ ملک کتنا بنجر اور غیر آباد علاقہ رکھتا تھا اور مسلمانوں نے ان کو کتنا آباد اور معمور کیا۔ سارے صوبوں کو چھوڑ کر اگر صرف دہلی سے عظیم آباد پٹنہ تک کا علاقہ ہی آپ دیکھیں اور اس میں دیہاتوں، قصبوں، شہروں اور دارالحکومتوں کو گنیں تو معلوم ہوگا کہ مسلمان آبادکاری نے کتنا عظیم الشان کام اس ملک میں انجام دیا ہے۔ ریلوے لائن پر جو آبادیاں واقع ہیں ان کے ناموں پر اور تاریخ تعمیر پر نظر غائر ڈالیے تو حقیقت سامنے آجائے گی۔

اسلام کے عہد میں اسپین کے مشہور شہر پہلے کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ شمالی افریقہ میں طرابلس سے لے کر مراکش تک رومیوں نے اپنے بعد کیا چھوڑا تھا اور مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں ان کو کیا بنا دیا۔ یہی حال ہر اس ملک کا ہے جو مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔

مسلمانوں کا فن تاریخ

مادی تعمیر ثقافتی اشیاء کی طرح علوم و فنون کی اشاعت بھی مسلمانوں میں بنو امیہ کے زمانے سے شروع ہوئی۔ طب کی کتابیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد سے یعنی ہجرت سے سو برس کے بعد ترجمہ ہونے لگیں مگر تاریخ کا فن وہ ہے جس کا آغاز حضرت امیر معاویہ کے زمانہ سے شروع ہو گیا انھوں نے یمن سے اور دوسرے شہروں سے علماء کو بلوا کر واقعات کی ترتیب کا کام شروع کرایا، علم حدیث و سیر کی کتابیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے کتابوں کی صورت میں منتقل ہونی شروع ہوئیں۔ جس طرح فن حدیث یادداشتوں، رسالوں اور مجموعۂ شیوخ سے شروع ہو کر صحاح و مسانید و سنن کی حد تک تیسری صدی میں پہنچیں، اسی طرح تاریخ بھی پہلے مخصوص واقعات اور مخصوص قبائل کے احوال سے شروع ہو کر ضخیم مجلدات تاریخ کی صورت میں آئیں۔ ابن ندیم کی فہرست سے ظاہر ہوگا کہ ابتدائی کتابیں صرف چند خاص خاص واقعات کی تدوین تک محدود تھیں۔ مثلاً قبیلہ طسم و جدیس، مناقب قریش، واقعہ حرہ، مشہد و مقتل کربلا، فتوح شام و فتوح مصر، ابو مخنف، ابن قتیبہ ازدی، کلبی، واقدی وغیرہ ابتدائی مؤرخین ہیں۔ اسکے بعد ابن سعد محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ کا عہد آتا ہے۔ اس کے بعد حمزہ اصفہانی یعقوبی بلاذری وغیرہ کا دور شروع ہوتا ہے۔ پھر جس طرح محدثین میں بخاری پہلے شخص ہیں، جنھوں نے تمام مشائخ وار اور شہر وار حدیثوں کو ایک جامع صحیح میں جمع کر کے پوری اسلامی روایات کے ذخیرہ کو یکجا کر دیا۔ اسی طرح طبری پہلا شخص (۳۱۰ھ) ہے جس نے تمام متفرق تاریخی رسائل و حوادث کو یکجا کر دیا اور ساتھ ہی کوشش کی کہ ایرانی رومی و اسرائیلی تاریخوں کو بھی جو اسلام سے پہلے تھیں۔ اسلام کے ظہور کی تاریخ سے پہلے جمع کر دے تاکہ وہ پوری دنیا کی تاریخ ہو سکے طبری چونکہ محدثانہ مذاق کے آدمی تھے اس لئے ان کی کوشش صرف جمع روایات تک محدود تھیں۔ لیکن مسعودی (۳۴۰ھ) حکیمانہ مزاج کا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی تصنیفات کی جامعیت میں علمی اغراض و مقاصد بھی مدنظر ہیں گو اس کی اصلی کتاب اخبار الزمان ملتی نہیں تاہم مروج الذہب بھی مختلف حیثیتوں سے عربی میں دنیا کی پہلی جامع تاریخ ہے، اس کی کتاب "التنبیہ والاشراف" شہر خاندان کی سیاسی تاریخ ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کن کن عرب خاندانوں نے اسلامی حکومتوں کے بنانے اور چلانے کے کیا کیا کام انجام دئے۔ مسعودی کے زمانہ تک یعنی ساڑھے تین سو صدیوں میں جو تاریخیں لکھی گئیں۔ ان کا اندازہ اس سے ہوگا کہ مسعودی نے اپنی تاریخ مروج الذہب کے آغاز میں اپنی تاریخ کے اٹھاسی تاریخی ماخذوں کا حوالہ دیا ہے، دسویں صدی کے آغاز میں حاجی خلیفہ چلپی نے اپنی فہرست کتب میں تاریخ کے نیچے کتابوں کے جو نام لکھے ہیں ان کی تعداد بارہ سو کے قریب ہے، جو عربی، فارسی و ترکی زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ فہرست ناتمام ہے۔

فلسفہ تاریخ

فلسفہ تاریخ کے سلسلہ میں اگرچہ ابن خلدون کا نام سب سے روشن ہے۔ مگر یہ سمجھنا کہ ابن خلدون نے بغیر کسی دھندلکے کے خود یک بیک یہ روشنی دفعتاً پیدا کر دی۔ تدریجی ارتقاء کے اصول کے خلاف ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اصول محدثین پہلے پیدا کر چکے تھے۔ ابن خلدون کا کام یہ ہے کہ وہ ان اصولوں کو تاریخ میں رائج کرنے کی کوشش کی ابتدا اس کی ایجاد اقلیمی خصوصیات اور سیاسی عصبیات اور اقتصادی مسائل کا تاریخ سے جوڑ پیدا کرنا ہے اور اس میں بھی اولیت کا سراغ اس سے چار صدیاں پہلے ملتی ہیں۔ چنانچہ ابن مسکویہ نے اپنی تاریخ کا تجارب الامم نام رکھنا اس واقعہ کی غمازی کرتا ہے۔

ثقافتی تاریخ کے باب میں مقریزی کی کتاب الخطط والآثار سب سے اہم چیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس پرواز پر اس نے یہ مصر کی تاریخ لکھی اسی طرز پر اگر ہر اسلامی ملک کی تاریخ لکھی جاتی تو ہمارے پاس معلومات کا بڑا سرمایہ ہوتا۔

مسلمانوں نے فن تاریخ میں جو ترقیاں کیں اس کی ایک بین مثال یہ ہے کہ جس ملک میں بھی پہنچے اس کو تاریخ کی روشنی میں اجاگر کر دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے اس ملک میں اندھیرا پھیلا تھا۔ مسلمانوں نے آکر مشعل جلا دی، عرب، ایران، مصر و شام و عراق مغرب، اسپین، ہندوستان ہر جگہ ان کے دم قدم سے تاریخ کی روشنی ہے ورنہ اسلام سے پہلے کا سرمایہ کہانیوں اور دیومالا کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

عرب اور عجم مؤرخین کا فرق:۔

عرب اور عجم مورخین کی ذہنی ساخت میں یا تو فرق ہے یا دونوں قوموں کی نسلی خصوصیات کا تقاضا ہے کہ عرب مورخ صرف شاہی درباروں میں مقید نہیں رہتا۔ بلکہ وہ بازاروں میں بھی آتا ہے۔ عوام سے بھی ملتا ہے۔ علماء کی محفلوں میں بھی جاتا ہے۔ مشائخ کے حلقوں میں بھی ملتا ہے۔ حکماء اور فلاسفہ سے بھی اس کی علیک سلیک ہوتی ہے مگر عجمی مؤرخ شاہانہ قصر و ایوان اور شاہانہ درباروں سے بہت کم باہر نکلتا ہے اور دوسرے اصناف انسان سے اس کی ملاقات اسی وقت ہوتی ہے جب وہ شاہانہ درباروں تک پہنچتا ہے اسی لئے عربی تاریخوں میں جو وسعت ہے وہ فارسی تاریخوں میں نہیں اور اسی کا اثر ہے کہ ہندوستان میں مسلمان مورخوں کی تاریخ سلاطین کے حدود حکومت کی زنجیروں میں جکڑی گئی ہے، البتہ شعراء نے اپنی بزم الگ سجائی تھی مگر شاعروں کی واہ واہ کے سوا وہاں کچھ اور نہیں سنائی دیتا۔ اسی طرح مشائخ نے بھی اپنے حلقوں میں شمع نورانی جلائی۔ مگر وہاں بھی حال و قال اور کرامات کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ انتہا یہ ہے کہ ہزاروں، لاکھوں علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین، حکماء اور اطباء، اور مہندسین کے تذکروں سے ساری بیاضیں خالی ہیں، اگر ایک میر غلام علی آزاد کی شخصیت آخر میں ظاہر نہ ہوتی تو وہ اہل کمال جو دو برس تک پہنچ نہ سکے تھے ان کا نام و نشان بھی ہم نہیں سن سکتے تھے، یہی وجہ ہے کہ دوسرے ملکوں کے علماء و اہل کمال ہمارے ملک کے علماء و اہل کمال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں آخر میں ہمارے عہد کے مولانا سید عبدالحی صاحب نے کئی جلدوں میں ہندوستان کے علمائے اسلام کی تاریخ بڑی محنت سے مرتب کی جس کی اشاعت حیدرآباد سے ہوئی۔

مشرقی بنگال کی گو بعض اسلامی یادگاریں جو پنڈوہ، لکھنوتی اور مرشدآباد میں واقع ہیں وہ مغربی بنگال میں شامل ہو گئی ہیں۔ پھر بھی مشرقی پاکستان کی یادگاروں کی اہمیت اب بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ خود مشرقی بنگال کی تاریخ بہت کچھ تکمیل کی محتاج ہے۔ ریاض السلاطین کے مختصر سے اور متاخر بیان سے عقدے نہیں کھلتے، بنگال کی خودمختار اسلامی سلطنت کا حال بہت کم معلوم ہے قطب الدین نہروالی کی کتاب تاریخ امراء بلدۃ الحرام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال کی اس اسلامی سلطنت کے بحری تعلقات حجاز سے وابستہ تھے اور وہاں بنگال کی اس اسلامی سلطنت کی طرف سے ایک مذہبی، علمی درسگاہ قائم تھی دوسری طرف اس سلطنت کا بحری تعلق مملکت ایران کے ساتھ قائم تھا جس کا مشہور عام واقعہ حافظ شیرازی کی بنگال آنے کی دعوت ہے۔ جس کے جواب میں حافظ نے وہ مشہور غزل لکھ کر بھیجی جس کا یہ زبان زدِ عام شعر ہر شخص کو معلوم ہے ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

مشہور سیاح ابن بطوطہ بھی بنگال کی سیر سے مشرف ہوا۔ اس نے لکھا ہے کہ خراسانی ایرانی سیاح بنگال کو "جہنم پر از نعمت" کہتے ہیں۔ غالباً ان کا اس کو جہنم کہنا موسم کی سختی کے سبب سے ہوگا۔ مگر بہرحال "پر از نعمت" تو تھا اور بحمداللہ کہ بنگال کی نعمتیں اب بھی قائم ہیں۔ اور ان میں بہت کچھ اضافہ ہوا ہے۔ آٹھویں صدی کے عرب جہاز ران عرب ساحلوں سے چاٹگام آیا کرتے تھے اور اس کو وہ صادگام کہتے تھے۔ ابن بطوطہ نے اس کو سدگاؤں لکھا ہے۔ عجب نہیں کہ اس کا ہندی نام ست گاؤں اور ست گرام ہوگا۔ گرام ہندی میں گاؤں کو کہتے ہیں۔ اور گاؤں گرام ہی کی شکل ہے جو اکثر ہندوستانی آبادیوں کے نام کا جز ہے جیسے نگرام۔ الگرام۔ بیلگام۔ آج کل انگریزی لب و لہجہ نے اس کو چٹاگانگ بنا دیا ہے اور افسوس ہوتا ہے جب عربی اخبارات میں اسی غلط انگریزی تلفظ کی تقلید کی جاتی ہے عربی جغرافیہ میں سلہٹ کا نام سلاہط ملتا ہے۔

مشرقی پاکستان میں علماء فضلاء اور اہل کمال کی بڑی تعداد گزری ہے مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کے اہل علم کے طبقہ تک ان کے نام نہیں پہنچے۔ قاضی رکن الدین سمرقندی کا ایک کارنامہ ملتا ہے جن کے فیض سے ایک ہندو جوگی نے جامع مسجد لکھنوتی میں اسلام قبول کیا اور اسی نے ان کی خاطر کتاب امرت کنڈ کا ترجمہ فارسی میں کیا جس کا نام مار الحیات ہے اور اب اس کا ترجمہ اردو میں بھی ہو چکا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان قاضی صاحب اور اس مترجم کے حال سے ہم ناواقف ہیں۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ صوبہ بہار کے مشہور صوفی عالم و حکیم و محقق شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے اپنی تعلیم کا زمانہ بنگال میں بسر کیا اور یہیں اپنی تعلیم کی تکمیل کی۔ مگر افسوس ہے کہ ان نامور اساتذہ کے حالات سے ہم ناواقف ہیں، جن کے دامن میں ایسا نامور فاضل عہد پیدا ہوا۔ ابھی ایک عزیز کے خط سے معلوم ہوا کہ لکھنوتی کے سلطان بغراخاں کا درباری فارسی شاعر شمس دبیر اتنا مقبول تھا کہ امیر خسرو نے اس کی مدح میں قصیدہ لکھا بہت سے ایسے باکمال علماء اور مشائخ روزگار ہیں جو مغربی پاکستان یا دہلی سے بنگال آئے، اور یہیں رہ بس گئے، جن میں سے شیخ علاء الدین لاہوری بنگالی پنڈوی المتوفی ۸۰۰ھ اور ان کے بیٹے شیخ نورالدین پنڈوی بنگالی المتوفی ۸۱۳ھ مشہور ہیں۔ شیخ نورالدین نے اپنے مکتوب میں ایک فارسی شعر کا ترجمہ کیا ہے۔ فارسی شعر یہ ہے ؎

ہر شب بر آرم شد کہ صبا مژدہ بوئے
ندمید صبح بختم چہ گنہ ہم صبا راہ
رین سب آئی سو رہا صبح نہ ہاتھ آؤں
پیو پو چھے پاتری مجھ سہاگن ناؤں

مجھے معلوم نہیں اس میں بنگالی زبان کا اثر کس قدر ہے۔

دوسرے اہل فن کے ساتھ ساتھ یہاں کے مؤرخوں پر بھی بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ تاریخ نویسی کے اس طرز کو بدلنا ہے جس کو انگریزی سیاست نے یہاں رائج کیا جس نے ملک میں تفریق کا بیج بویا اور بجائے اس ملک کی بلندی اور رفعت کے انگریزی راج کے جاہ و جلال اور شان و شکوہ اور عدل و انصاف اور بحالی امن و امان کی تشہیر کا کام اس فن سے لیا گیا۔ جس سے ملک خود اہل ملک کی آنکھوں میں ذلیل اور سات سمندر پار کے ملک ان کی نگاہوں میں معزز بنایا گیا۔ ملک کے پورے سابق عہد حکومت کو صرف تاریکی اور ظلمت ظاہر کیا گیا تاکہ انگریزی راج کا کارنامہ روشن نظر آئے اور ان مکاریوں اور فریبوں پر پردہ پڑ جائے جس کے ذریعے سے بیرونی لوگوں نے اس ملک کی دولت و صنعت و حکومت پر قبضہ پایا۔

سابق فرامین شاہی کا سرمایہ:۔

ہند و پاکستان کے تاریخی سرمایہ کا ایک بڑا اور اہم حصہ فرامین شاہی ہیں جو اب بھی ہند و مسلم ممتاز خاندانوں، مندروں اور خانقاہوں میں موجود ہیں۔ سرسید مرحوم کے زمانہ سے لیکر مولانا شبلی مرحوم کے عہد تک برابر اس کی تجاویز مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور ندوۃ العلماء کے جلسوں میں منظور ہوئیں اور کبھی ان کی نمائش بھی کی گئی مگر ابھی تک یہ فراہم ہو کر اور اڈٹ ہو کر فوٹو اور تشریح و نقشہ کے ساتھ شائع نہیں ہوئے اگر یہ فراہم ہو کر اور اڈٹ ہو کر شائع ہوں تو ہند و پاکستان کی تاریخ کے بہت سے اہم واقعات منظر عام پر آجائیں۔

فن تاریخ کی تکمیل کے لئے پاک اور ہند کا تعاون:۔

ہند و پاکستان کی تقسیم سے گو بہت سے سیاسی و انتظامی و تجارتی مسائل میں انقلابات پیدا ہو گئے ہیں مگر جہاں تک علم و فن کا تعلق ہے وہ قوموں کی تقسیم سے تقسیم نہیں ہوتے وہ پوری دنیا کی ملکیت ہیں اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ وابستہ ہیں خصوصیت کے ساتھ تاریخ کہ وہ واقعات اور ان کے نتائج کا مجموعہ ہے۔ ضرورت ہے کہ دونوں ملکوں کے اہل فن باہمی تعاون اور تفاہم سے اس کی ترتیب و تدوین میں مصروف ہوں اور تاریخ کو علم کے بجائے سیاست کی شاخ نہ بنائیں اور واقعات کی تشریح و تفصیل میں ایسی راہ اختیار کریں جو صداقت سے دور نہ ہو اور دو ملکوں یا دو قوموں کو ایک دوسرے سے قریب کرنے کے بجائے دور سے دور تر نہ کریں۔

سرزمین رنگ و بو لکھنؤ کے مسحور کن عطریات
شمامۃ العنبر
زعفرانی حنا
کارخانہ
محمد سلیمان محمد یوسف پرفیومرس
یوسف بلڈنگ نادان محل روڈ لکھنؤ (انڈیا) سے طلب کریں

مجلس تشخیص و تجویز کو اپنی بیماری کے حالات لکھ کر طبی مشورہ مفت حاصل کیجئے
دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیم و خلیل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی مدرسہ دار التعلیم والصنعت جاجمئو کانپور (شاخ دار العلوم ندوۃ العلماء) کے جلسۂ تعلیمی منعقدہ ۳۰ر جون ۱۹۸۰ء کی ایک اہم تقریر۔

احمد علی خاں قاسمی
(دار التعلیم والصنعت جاجمئو کانپور)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔
انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون۔

میرے بھائیو اور دوستو اور بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی بہت مختصر سی آیت جو چند لفظوں پر مشتمل ہے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک ہم نے "الذکر" کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی یقینی طور پر حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے لیکن ایک بہت بڑا مژدہ، ایک بہت بڑی بشارت ایک بہت بڑی ضمانت ہے، ایک عظیم الشان اعلان ہے جس پر ساری دنیا کے کان کھل جانے چاہئیں اور سب کو اس کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے اس اعلان میں ایک عمومیت ہے ایک زور ہے ایک تاکید ہے اور ایک یقین ہے خاص کر مسلمانوں کے لئے تو یہ آیت بہت توجہ طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ہم نے "الذکر" کو نازل کیا۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں اور تھوڑا بہت مطالعہ ہے تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "الذکر" سے مراد قرآن مجید ہے، بیشک ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اللہ تعالیٰ جس شاہانہ، شہنشاہانہ انداز میں، جیسے شاہی فرمان ہوتے ہیں جمع کے صیغے کے ساتھ، فرماتا ہے، ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں جو حضرات عربی داں ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس مضمون کو ادا کرنے کے لئے کہ، ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ کتنے طریقے ہو سکتے ہیں اس کے ادا کرنے کے لئے قرآن مجید میں جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ بالکل الگ ہے، اس میں کئی طریقوں سے اس بات کو کہا گیا ہے بڑی تاکید اور بڑی شد و مد کے ساتھ کہا گیا ہے کہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، میں ان چیزوں کو جو عربی مدارس میں طلبہ کے سامنے بیان کرنے کی ہیں اس عام مجمع میں نہیں بیان کر سکتا لیکن عربی زبان کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تاکید کی کئی چیزیں جمع کر دی ہیں "انا لہ لحافظون" اسم فاعل کا صیغہ، پھر "انّا" کے ساتھ پھر "لہ" کو مقدم کرنا "انا لحافظون لہ" کے بجائے "انا لہ لحافظون" یہ سب طریقے علم بلاغت سے تعلق رکھتے ہیں، علم نحو سے تعلق رکھتے ہیں یہ آیت جس کے الفاظ گنے چنے ہیں صرف چند، نہ معلوم ہم نے کتنی مرتبہ اور قرآن مجید میں تو ہزاروں مرتبہ پڑھی ہوگی اور علماء کی زبان سے سنی ہوگی، مقررین کی زبان سے بھی نہ جانے کتنی مرتبہ سنی ہوگی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے پورے مطالب پر اس کے جو آفاق ہیں، جہاں تک یہ آیت پہونچتی ہے جن حدود کو اس آیت نے سمیٹ لیا ہے جو وسعت اس آیت کے اندر پائی جاتی ہے اس پر میری پوری نظر ہے، لیکن یہ آیت بڑی قابل غور ہے ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ، ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہماری ہے، اور توریت و انجیل کے متعلق آپ کو معلوم ہے قرآن مجید کے الفاظ کیا ہیں۔ "بما استحفظوا من کتاب اللہ

وکانوا علیہ شہداء۔"
یعنی اللہ کی کتاب (توریت وانجیل) کی حفاظت کی ذمہ داری تو ان کے سپرد کی گئی تھی ان سے طلب کی تھی حفاظت کہ وہ اس کے محافظ بنیں گے ان سے مطالبہ تھا کہ اپنی کتابوں کی حفاظت وہ خود کریں گے اور وہ اس پر گواہ تھے۔

توریت و انجیل کی ذمہ داری اللہ نے نہیں لی تھی اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے انہی قوموں کے سپرد کی تھی جن کے لئے یہ کتابیں نازل ہوئی تھیں پھر اس کا کیا نتیجہ ہوا آپ تاریخ میں دیکھئے اور مصنفین نے (خاص طور پر اب جو جدید معلومات و تحقیقات روشنی میں آئی ہیں انھوں نے بالکل اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محفوظ نہیں رہیں۔ خود ان قوموں کے اصرار کے مطابق، ان قوموں کی شہادتوں کے مطابق، بلکہ ان کے اعلانات کے مطابق اس موضوع پر اتنی کتابیں مسلمانوں کے قلم سے نہیں بلکہ خود یہودی اور عیسائی علماء کے قلم سے نکل چکی ہیں جس میں انھوں نے ایسا صاف صاف اعتراف کیا ہے جس سے بڑھ کر کوئی اعتراف ممکن نہیں اور یہ سب نتیجہ اس کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہی کے سپرد کیا تھا۔ "بما استحفظوا من کتاب اللہ" لیکن اس آیت میں اس کے بالکل برخلاف کہا گیا ہے۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مجھے قرآن مجید کے محفوظ ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے اس لئے کہ ہمارا آپ کا سب کا اس پر ایمان ہے اور ایک بڑے دشمن اسلام نے جو آپ کے اس صوبہ متحدہ کا گورنر رہ چکا ہے یعنی "سر ولیم میور" جس کی کتاب "لائف آف محمد" بڑی زہریلی کتاب ہے یہاں تک کہ اس کتاب میں یہ لکھ دیا ہے کہ قرآن مجید کو کلام الٰہی مانے یا نہ مانے لیکن یہ تو ماننا پڑے گا اور اس کا اقرار کرنا پڑے گا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو میں کہہ رہا ہوں اپنے اور آپ کے عقیدے کے مطابق کہ آپؐ نے جس کتاب کی تبلیغ کی جو کتاب پڑھ کر سنائی اس کتاب میں اس وقت تک ایک نقطے کا فرق نہیں ہوا۔ یہ آپ دیکھ لیجئے اور میں نے بھی اپنی بعض ناچیز تصنیفات میں نقل کیا ہے صفحہ اور کتاب کے حوالے کے ساتھ۔ عقیدے کی بات الگ ہے اس میں وہ معذور ہے، یہ

اللہ کا کلام ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا، اس میں کسی قسم کے شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ جو کتاب صحابہ کرامؓ کو سنائی گئی تھی، اس نسل کو سنائی گئی تھی، اس عہد میں سنائی گئی تھی وہ کتاب اس وقت تک ہے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی، تو قرآن مجید کی محفوظیت کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے میرا ذہن اس طرف گیا کہ آپ سے کہوں کہ اس قرآن مجید کی حفاظت کے وعدے میں اور کتنے وعدے مضمر ہیں اس پر غور فرمائیے اور ہمارے لئے کتنی بڑی بشارت ہے ہمارے مدارس کا اصل تعارف یہی ہے اس کی اصل قدر و قیمت یہی ہے اور یہ جو سلسلہ ہے یہ جو کوششیں ہیں جو آپ ساری دنیا میں دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں اور آپ کا ہندوستان تو الحمد للہ اس کا اب بھی بہت بڑا مرکز ہے آپ کے اس کانپور میں کئی مدرسے ہیں اور اس وقت بھی ایک مدرسہ کے سلسلہ ہی میں آپ جمع ہوئے ہیں۔

ان مدارس کی اصل، ان کا مقام کیا ہے اور ان مدارس کی اصل قدر و قیمت کیا ہے یہ بات صرف اس پر منحصر ہے کہ آپ یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کے ضمن میں، قرآن مجید کی حفاظت کے اعلان میں اور کتنی حفاظتوں کا اعلان فرمایا ہے اور اس دنیا میں حقیقی تحفظ کا راستہ کیا ہے؟ یہ اس آیت سے معلوم ہوگا کہ ہم نے ہی "الذکر" کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ہم اس کتاب کی حفاظت کرنے والے ہیں" تو کیا آپ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب کسی کتب خانہ میں محفوظ رہے گی؟ یہ تو کوئی بچہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس زور شور کے ساتھ اس آن بان کے ساتھ اگر یہ صحیح ہے بلکہ میں اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ اس دھوم دھام کے ساتھ، اس شان و شوکت کے ساتھ ساری دنیا کو تھرا دینے والی آواز کے ساتھ جلال سلطانی نہیں، جلال شہنشاہی بھی نہیں، جلال خسروی بھی نہیں، بلکہ جلال الٰہی کے ساتھ فرمایا ہے کہ "وانا لہ لحافظون" ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے، ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ہم نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے ہم نے اس کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جو اعلان اس شان

کے ساتھ ہو، اس اعلان کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ کتاب کسی کتب خانہ کی زینت رہے گی وہاں محفوظ رہے گی، کوئی اس کو پڑھنا چاہے گا تو پڑھ سکے گا، جیسے خدا بخش کے کتب خانہ پٹنہ میں، جیسے کتب خانہ آصفیہ میں، دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ میں، دار العلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں کتابیں محفوظ ہیں۔ ہمارے بزرگوں کی کتابیں ابھی تک محفوظ چلی آرہی ہیں، انھیں کیڑوں نے نہیں کھایا ہے، ان کو چوہوں نے نہیں کترا ہے اور دیمک ان کو نہیں لگی، کیا جب اللہ اپنی کتاب کے متعلق جو پوری دنیا کو پیدا کرنے والا ہے پھر اپنی عزیز ترین، جلیل ترین، عظیم ترین کتاب کے متعلق یہ اعلان کرے اور ساری دنیا کو سنائے کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ضائع نہیں ہوگی؟ یعنی خدانخواستہ کسی سیلاب کی نذر نہیں ہوگی، کسی آگ لگنے کے حادثے کی نذر نہیں ہوگی جیسے کہ توریت ٹائٹس رومی کے حملے سے پھر بخت نصر کے حملے سے دو مرتبہ ضائع ہو چکی ہے۔ یہودی علماء کے اعتراف کے مطابق، کسی چنگیز خاں کے حملے سے کسی ہلاکو خاں کے حملہ سے کسی دشمن اسلام کے حملہ سے ضائع نہیں ہوگی کیا اس کا مطلب ہے؟ نہیں دیکھئے ہر ہستی اپنے اعلان کا مطلب سمجھتی ہے، اپنے الفاظ کا مطلب سمجھتی ہے، معمولی انسان بھی جب کوئی اعلان کرتا ہے تو اس کے مضمرات کو خود سمجھ لیتا ہے اس کے جو لوازم ہیں ان کو خود سمجھ لیتا ہے۔

یہ خواص کا مجمع ہے۔ ان خواص میں سے اگر کوئی کہے کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائیے گا آپ ہمارے گھر کیوں تشریف نہیں لاتے، آپ ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیے، ہمیں اپنی مہمانی کا شرف عطا کیجئے تو ہر سمجھ دار آدمی سمجھ لیتا ہے کہ جب ان صاحب کے گھر جاؤں گا تو میری ضیافت بھی ہوگی، میری حفاظت بھی ہوگی، میری عزت بھی ہوگی۔ مجھے سونے کے لئے بستر بھی دیا جائے گا مجھے کمرہ بھی ملے گا، مجھے پینے کے لئے ٹھنڈا پانی بھی ملے گا، اس کے کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی کوئی اگر کہے تو یہ اس کی بدمذاقی کی بات ہوگی اور یہ اس کی حیثیت کے لحاظ سے بھی اور اس مہمان کے لحاظ سے بھی ایک توہین کی بات ہوگی۔ یہ باتیں تو خود اس کے اندر مضمر ہی ہوتی ہیں جب کسی شریف آدمی نے کہا کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائیے تو یہ اس کی حفاظت کا بھی اعلان ہے، اس کے اعزاز کا بھی اعلان ہے اس میں بھی صرف یہ اعلان نہیں کہ یہ قرآن مجید سینوں میں محفوظ رہے گا

لوگ اس کو جیسا کہ نازل ہوا تھا من وعن یاد کر لیں گے اور تراویح میں سنا دیا کریں گے۔ نہیں "انا لہ لحافظون" کے اندر پچاس اعلانات ہیں، سو اعلانات ہیں، اس کے اندر اعلان ہے کہ ہم اس کتاب کو، اس کتاب کے اندر جو مطالب ہیں ان مطالب کو بھی ہم زندہ رکھیں گے، ہم اس پر عمل کرنے کے سلسلہ کو بھی باقی رکھیں گے ہم اس کتاب کی حفاظت کرنے والوں کی بھی حفاظت کریں گے، اس کتاب کو یاد کرنے والوں کی بھی عزت کرائیں گے، اس کتاب کا علم حاصل کرنے والوں کے سلسلہ کو بھی ہم باقی رکھیں گے۔ ہم اس زبان کو بھی محفوظ رکھیں گے جس زبان میں یہ نازل ہوئی ہے، اس زبان کے ان علوم کو بھی باقی رکھیں گے جو اس زبان کے سیکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ ان مقامات کی بھی حفاظت کریں گے اس ملک کی بھی حفاظت کریں گے جہاں کی اور جس ملک کی یہ زبان ہے میں نے عربوں سے کہا کہ

امریکہ تمہاری حفاظت نہیں کر سکتا، روس ہزار اعلان کرے، امریکہ ہزار اعلان کرے تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے، تمہاری حفاظت تو ہو گئی۔ جب اللہ نے فرمایا "وانا لہ لحافظون" ہم اس قرآن کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے ان کو بھی قیامت تک باقی رکھیں گے ہم اس زبان کو بھی قیامت تک باقی رکھیں گے چنانچہ یہی زبان ہے جو آج اسی قرآنی شکل میں آج چودہ سو برس بعد بھی باقی ہے ابھی چودہ سو برس ہونے والے ہیں چودہ سو برس میں کسی زبان کی مثال نہیں دی جا سکتی۔

میں ایک لسانیات کے شائق، لسانیات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں، بلکہ چیلنج کر رہا ہوں کہ روئے زمین پر کرۂ ارض پر کوئی زبان ایسی نہیں پیش کی جا سکتی جو چودہ سو برس نہیں ایک ہزار برس کے اندر اس میں انقلاب نہ آیا ہو اور وہ زبان ایسی نہ ہو گئی ہو کہ ایک ہزار برس بعد اب اس کا کوئی سمجھنے والا نہیں، آج جو زندہ زبانیں ہیں فرنچ اور انگریزی، ان کا حال یہ ہے کہ دو سو برس پہلے کی وکٹوریہ کے عہد کی زبان آج پورے طور پر سمجھی نہیں جاتی وہ زبان جسے وکٹورین لینگویج وکٹورین انگلش کہتے ہیں، اس زبان کا چیلنج جا تا رہا، شیکسپیر اور ملٹن جس زبان میں لکھا کرتے تھے آج اس زبان کا طرز باقی نہیں، اس زبان میں اگر کوئی لکھے تو لوگ اسے گھور کر دیکھیں گے اور سمجھیں کہ اس زمانہ میں اس کی زبان نہیں چل سکتی، اس زبان کا چلن اب نہیں ہے۔ زبانوں کی تاریخ پڑھیں، لسانیات پر جو لٹریچر تیار ہوا ہے اس کو پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ سو سو برس میں زبانیں بدل جاتی ہیں آپ کی اس اردو زبان کا یہی حال ہے، جس پر ہم کو بڑا فخر ہے، شاہ عبد القادر دہلویؒ کا ترجمہ قرآن مجید جسے میں قرآن مجید ہی کے معجزات میں سے سمجھتا ہوں کہ غیر عربی زبان میں قرآن مجید کا اتنا کامیاب ترجمہ نہیں ہوا جتنا کامیاب ترجمہ اردو زبان میں شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلویؒ نے کیا ہے، لیکن ابھی ڈیڑھ سو برس مشکل سے ہوئے ہیں کہ حضرت شیخ الہند کو اسی زبان کے کئی ایسے الفاظ جو اب سمجھے نہیں جاتے بدلنا پڑا۔ حضرت شیخ الہند کا ترجمہ اٹھا کر دیکھ لیجئے، ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ اٹھا کر دیکھئے، حضرت تھانویؒ کا ترجمہ دیکھئے، کتنے لفظ ہیں جو دلّی میں بولے جاتے تھے اور شاہ عبد القادرؒ نے ان کو اپنے ترجمہ میں اختیار کیا۔ وہ آج متروکات میں سے ہیں، سو برس میں زبان پر اثر پڑ جاتا ہے۔ لیکن واحد زبان جو اس وقت لکھی جاتی ہے سمجھی جاتی ہے بولی جاتی ہے اور دنیا کے ایک کنارے سے لے کر آپ چلے میں عالم اسلام نہیں کہتا، عالم عرب نہیں کہتا اور دوسرے کنارے تک پہونچ جائیے جہاں قرآنی زبان آپ بولیں گے اگر کوئی کلمہ گو عربی سے واقف کوئی مسلمان عربی سے واقف ہے تو وہ اس زبان کو ضرور سمجھ لے گا، مصر کی دارجہ بڑے بڑے علماء نہیں سمجھ سکتے، عراق کی روزمرہ

کی بولی اور اس کا جو طرز ہے وہ شامی نہیں سمجھ سکتے، شامی، عراقی پورے طور پر نہیں سمجھ سکتے اور مغاربہ کی زبان مشارقہ نہیں سمجھ سکتے وہ تو بہت ہی بدلی ہوئی ہے لیکن قرآن کی زبان آج دنیا کے ہر گوشہ میں سمجھی جاتی ہے۔ اسی قرآنی زبان میں تصنیف و تالیف ہو رہی ہے اسی قرآنی زبان میں عجمی لکھ رہے ہیں، اور عجمی اپنا لوہا منوا رہے ہیں عربوں سے جن کی یہ زبان ہے جو زندہ ہے اور دنیا کے ہر گوشہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ ۳ اداریہ

موقف اختیار کئے ہوئے ہے، اور اپنے پڑوسی ممالک کو دھمکی دے ڈالی ہے کہ ان کو اپنی خیر مطلوب ہو تو اپنے عرب بھائی کو ہماری سرزمین سے ہٹنے پر مجبور کریں اور ہماری منشا پر چلائیں ورنہ تم بخشے نہ جاؤ گے یہ کہاں کی منطق ہے اس کی کس قانون میں اجازت ہے یہ کس عمل کا رد عمل ہے کس مذہب نے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا سکھایا ہے کون سی دیانت کا تقاضا ہے کہ کمزور کو دھمکی دی جائے کہ تم بہ فریق مخالف کو صلح کرنے پر مجبور کرو اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ دو تاکہ میں اس کو جاں نثار سید کر سکوں اور اپنی عبدیت تسلیم کراؤں۔

ایران کے اسلامی انقلاب کا پہلا شکار کمیونسٹوں نے افغانستان کو بنایا اور دنیا کو دھوکا دینے کے لئے ایران افغانی مجاہدین کی امداد و تعاون کا پروپگنڈہ کرتا رہا ہے جب کہ اس کا دائرہ صرف اس کے ہم مسلک لوگوں تک محدود ہے تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں ان کو نہ افغانستان سے ہمدردی ہے اور نہ افغان مجاہدین سے۔

ایران نے اب تک انقلاب، بجاوت نخوت الثورۃ، وابدیت کی باتوں کے علاوہ کوئی سنجیدہ اور پر امن بات نہیں کی ہے وہ جیا اپنے ملک کے مایہ ناز سپوتوں کے لئے ہوشمند نہ ہو سکا اور دوراندیشی کا ثبوت نہ دے سکا تو اس سے کیسے توقع کی جائے کہ وہ مختلف الخیال غیروں کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کرے گا اور اس علاقہ کے امن و سکون کی خاطر کسی مفاہمت پر راضی ہو جائے گا اور دونوں ملکوں کے درمیان بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جلد کوئی قدم اٹھائے گا۔ (م۔ ح)

عِلاقائی زبانوں میں اسلام و مسلمانوں کے تعارف کا کام

مجلسِ تحقیقات و نشریاتِ اسلام کی طرف سے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ، کا ایک ضروری اعلان

اسلام خدا کا آخری پیغام ہے جو مکان و زمان اور زبان کے حدود و قیود سے آزاد ہے اور پوری انسانیت کی قیمتی متاع ہے۔ مسلمان جس ملک میں گئے، وہاں کی زبان سے اپنے مقاصد و تعلیمات کی ترجمانی کا کام لیا اور اسکی زبان و ادب کو قرآنی تعلیمات، ارشاداتِ نبوی اور سیرت و تاریخ کے لٹریچر سے مالا مال کر دیا، اس کی وجہ سے جن سعید روحوں کے لئے ہدایت کا فیصلہ تھا وہ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور جن کے لئے مقدر نہ تھا ان کی اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہوئیں اور ان کی اس سے نفرت و وحشت زائل ہوئی یا کم ہو گئی اور اس طرح ملک کی آبادی کے مختلف عناصر و اجزاء کو ایک دوسرے سے واقف ہونے اور بقائے باہم کا موقع ملا، اور مسلمانوں کو ملک کی خدمت اور اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے کا اور اپنی توانائیاں زیادہ مفید و تعمیری میدانوں میں صرف کرنے کا موقع ملا۔

ہندوستان کے بدلے ہوئے حالات میں اور پچھلے دنوں جو ناخوشگوار واقعات پیش آئے (جن کی بنیاد زیادہ تر اسلام اور مسلمانوں سے ناواقفیت پر تھی) انھوں نے اس کام کو اور ضروری بنا دیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا صحیح تعارف کرایا جائے اور مفید و موثر اسلامی لٹریچر کو نہ صرف ہندی میں بلکہ ملک کی علاقائی زبانوں میں جلد سے جلد منتقل کیا جائے اور اس علاقہ کی مقامی زبان و ادب کے ذریعہ (جو اس علاقہ کے رہنے والوں کو عزیز ہیں اور ان پر جادو کا سا اثر رکھتے ہیں) ان کو اسلام اور مسلمانوں سے مانوس کیا جائے اور لٹریچر کو زیادہ سے زیادہ دل آویز، پرکشش، عام فہم اور دل پذیر بنانے کی کوشش کی جائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جا سکے اور اس کے پڑھنے پر طبیعتیں خود بخود آمادہ ہو جائیں، غیر مسلم حضرات سے قطع نظر خود مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں اردو سے ناآشنا ہوتی جا رہی ہے اور اس کے لئے افہام و تفہیم اور تبلیغ و دعوت کا ذریعہ وہاں کی علاقائی زبانیں رہ گئی ہیں، ان مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات، دینی حقائق سے واقف کرانے اور ملک کے بدلے ہوئے حالات، اپنے فرائض و ذمہ داریوں سے آگاہ اور باخبر کرنے کا ذریعہ بھی یہی علاقائی زبانیں ہیں، مجلس کے شائع کردہ متعدد رسائل اور کتابیں اسی حقیقت و ضرورت کے پیشِ نظر لکھی اور شائع کی گئی ہیں کہ مسلمانوں میں صحیح دینی شعور بیدار ہو اور ایک جمہوری و آزاد ملک اور اس تغیر پذیر عہد میں ایک صاحب ایمان و عقیدہ اور ایک صاحب دعوت و پیغام ملت کی حیثیت سے اس ملک میں وہ زندگی گذار سکیں اور داعی قوم کے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

"مجلس تحقیقات و نشریات اسلام" ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تاسیس سنہ ۱۹۵۹ء میں اسی مقصد کے تحت عمل میں آئی اس نے اردو، انگریزی اور کسی قدر ہندی میں اسلامیات کا ایک پورا کتب خانہ تیار کر دیا جس نے ہندوستان اور ہندوستان کے باہر بڑی مقبولیت حاصل کی، اس نے خاصی تعداد میں ہلکے پھلکے رسائل ——— (Booklets) بھی شائع کئے جو بڑے شوق اور دلچسی سے پڑھے گئے۔ لیکن ملک کی ان علاقائی زبانوں میں (اردو، انگریزی اور ہندی کے علاوہ) جو وسیع رقبہ میں بولی اور پڑھی جاتی ہے جن میں سے بہت ترقی یافتہ اور علمی زبانیں بھی بن چکی ہیں، اس وجہ سے کوئی معتدبہ کام نہیں ہو سکا کہ ان زبانوں کے مسلمان اہل قلم، ادیبوں اور انشاپردازوں سے واقفیت نہ تھی اور مجلس کو انکی خدمات سے فائدہ اٹھانے کے ذرائع حاصل نہ تھے اگر مجلس ان زبانوں میں اپنی طرف سے اس لٹریچر کے ترجمہ و اشاعت کا کام خود شروع کرے (جیسا کہ دو تین زبانوں میں اس نے اپنے بعض رسائل کو منتقل کرنے کا تجربہ کیا ہے) تو اس کے پاس ان رسائل اور کتابوں کی اشاعت اور ان کو عام کرنے کے ذرائع موجود نہیں، اس لئے اب مجلس کے ذمہ داروں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے ان رسائل اور کتابوں کے ترجمہ اور اشاعت کی (جن کی فہرست پیش کی جا رہی ہے) ذمہ دار انجمنوں اور اداروں اور قابل اعتماد مترجموں اور اہل قلم کو اجازت دے دے جو خود اس کام کا بیڑا اٹھائیں اور جو دونوں زبانوں پر (جس زبان میں یہ کتب اور رسائل ہیں اور اپنی علاقائی زبان پر) قدرت رکھتے ہوں، اپنی زبان کے انشاپرداز اور اہل قلم ہوں، احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ یہ فرض انجام دیں اور طباعت و اشاعت کی خود ذمہ داری قبول کریں وہ انجمنیں، ادارے اور افراد جو یہ کام کریں گے اس کے نفع و نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے، مجلس صرف یہ چاہے گی کہ ان رسائل اور کتابوں کو ایک معتدبہ تعداد میں (جو سو سے کم نہ ہوں) اسے بھیج دی جائے تاکہ وہ ان کا ریکارڈ رکھے اور مخصوص اہل ذوق و اہل نظر کو پیش کر سکے، جو حضرات یہ خدمت انجام دینا چاہیں وہ اس پتہ پر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام سے رابطہ قائم کریں اور اس کا اطمینان دلائیں کہ وہ اس خدمت کو انجام دینے کی اہلیت و صلاحیت رکھتے ہیں، اردو، انگریزی سے پوری واقفیت رکھتے ہیں اور اپنی زبان کے بھی اہل قلم ہیں اگر اس سے پہلے اپنی زبان میں کوئی چیز شائع ہوئی ہو تو وہ بھی نمونہ کے طور پر بھیجنے کی تکلیف گوارا کریں۔

رسائل و مضامین و کتب اگر ان کی مناسب ترتیب سے شائع کئے جائیں تو بہتر ہے، طلبی پر وہ لٹریچر مطلوبہ تعداد میں بھیج دیا جائے گا۔ جو ادارے یا مترجمین یہ ذمہ داری قبول کر سکتے ہیں اور ترجمے اور اشاعت کے خواہشمند ہیں وہ اس پتے پر خط و کتابت کریں ان کو ان رسائل و مضامین کی فہرست اور ترجمہ کے لئے مناسب رسائل بھیجے جا سکیں۔

سکریٹری مجلس تحقیقات و نشریات اسلام
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

وہ رسائل و کتابچے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ محسن عالم
۲۔ نیا طوفان اور اس کا مقابلہ۔
۳۔ اسلام مکمل دین مستقل تہذیب۔
۴۔ ایک بہتر ہندوستانی سماج کی تشکیل میں مسلمان کیا حصہ لے سکتے ہیں؟
۵۔ بیسز آف اے نیو سوشل آرڈر BASIS OF A NEW - SOCIAL ORDER
۶۔ اسلام ایک تغیر پذیر دنیا میں ـــ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

بعض قوموں نے اپنی تاریخ خود سے گڑھی ہے اور اس کے لئے فرضی ہیرو تیار تیار کئے ہیں۔ اشخاص و افسانے تیار کئے ہیں مگر ہماری تاریخ حقیقت و واقعہ ہے، ہماری تاریخ ایسے بے شمار بہادروں اور شیر دل افراد سے بھری پڑی ہے کہ دنیا کی دوسری قومیں ویسے چند افراد پیش کرنے سے قاصر ہیں، ہماری تاریخ میں ایسے تابندہ و درخشاں نقوش ہیں جو مردوں کی مسیحائی کرتے ہیں، انسان کے تن مردہ میں جان ڈال دیتے ہیں اس لئے کہ ان میں جاہ و جلال ہے، اعتماد و خودداری ہے، روح و حقیقت ہے نہ کہ داستان سرائی و افسانہ بازی۔ ہم آپ کے سامنے ان تابندہ نقوش کے چند نمونے پیش کرتے ہیں، جو ان کا منھ سرخ کر دینے والے چانٹے ہیں جو ہمارے دین اور دینی قدروں اور باہمی اتحاد و تعاون کا محض ڈھانچہ بنا کر اس کو تاریخ کے میوزیم میں رکھ دینا چاہتے ہیں۔

ابن عساکر اور دیگر مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب رومی لشکر اسلامی فوجوں کے سامنے شکست کھانے لگے تو ہرقل بہت گھبرایا اور اپنے ملک کے عقلاء اور بڑے بڑے لوگوں کو بلا کر ان سے کہنے لگا کہ تم پر تف ہے کیا یہ لوگ جو تم سے لڑ رہے ہیں وہ تمہارے ہی جیسے انسان نہیں ہیں؟ ہرقل کی باتیں سن کر ان لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، ہیں تو ہمارے ہی جیسے انسان، پھر اس نے پوچھا کیا وہ زیادہ ہیں یا تم لوگ؟ اس وقت ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ ان سے ہر حیثیت سے زیادہ ہیں۔ ہرقل نے کہا پھر کیا بات ہے کہ جب بھی تم ان سے لڑتے ہو، شکست کھا جاتے ہو، ہرقل کی بات سن کر ان لوگوں نے جھنجھلا کر سر جھکا لیا لیکن ان سربرآوردہ لوگوں میں سے ایک بوڑھے شخص نے ہمت کی اور ہرقل سے کہا حضور کیا آپ واقعی اس کا سبب معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ ہرقل نے کہا ہاں، ہم اسکی وجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس بوڑھے نے کہا، وہ ہم پر اس لئے غالب آ جاتے ہیں کہ رات کو تو عبادت گذار ہوتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور دن میں روزے رکھتے ہیں وہ جو وعدہ کرتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے بہی خواہ ہوتے ہیں بغیر کسی مقدمہ و عدالت کے ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں حرام کام کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں اس کو پورا نہیں کرتے، ہم غریب و محتاج پر غصہ ہوتے ہیں اور اس پر ظلم کرتے ہیں۔ خدا کو ناراض کرنے والی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اس کو خوش کرنے والی باتوں سے روکتے ہیں۔ ہم زمین میں فساد و بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔

اس بوڑھے کی باتوں کو سن کر ہرقل نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو، ہرقل نے ایک دوسرے شخص سے جو کچھ دنوں مسلمانوں کے پاس قید رہا تھا کہا تم ان لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے بارے میں بتاؤ وہ کیسے ہیں، تم نے وہاں کیا دیکھا؟ اس قیدی نے کہا،

"ہم ان کے شب و روز کا ایسا نقشہ تمہارے سامنے کھینچیں گے جیسے تم انھیں دیکھ رہے ہو۔ وہ دن میں شہسوار اور رات میں عبادت گذار ہوتے ہیں، اپنی امان میں رہنے والوں سے خریدے بغیر کوئی چیز نہیں کھاتے جب کسی کے پاس جاتے ہیں تو سلام کئے بغیر ان کے پاس نہیں جاتے جن سے جنگ کرتے ہیں اس طرح جم کر کرتے ہیں کہ شکست فاش دیتے ہیں۔"

اس قیدی نے جس نے مسلمانوں کو بہت قریب سے دیکھا تھا، ہرقل کے سامنے ان کا ایسا نقشہ کھینچا کہ وہ حیران و ششدر رہ گیا اس پر ایسا خوف و ہراس پیدا ہو گیا کہ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، ڈر کے مارے قدم اٹھانا مشکل ہو گیا کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا وہ اپنی قوت ادراک سے یہ سمجھ گیا کہ ایسے لوگ کبھی شکست نہیں کھا سکتے، رومی لشکروں کے چھکے ان کے سامنے ٹک نہیں سکتے چنانچہ اس نے اسی قیدی سے کہا کہ تم نے جو اوصاف بیان کئے اگر وہ صحیح ہیں تو ایک دن وہ ہمارے تخت و تاج پر قبضہ کر کے رہیں گے پھر جب رومیوں کو شکستوں پر شکستیں ہوئیں تو ایک دن وہ ملک شام کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا اور شام کو خیرباد کہتے ہوئے اس نے کہا سوریا! تجھے میرا آخری سلام جس کے بعد پھر تجھ سے ملنا نہ ہوگا، الوداع اے سوریہ الوداع! آج کے بعد جو رومی بھی یہاں آئے گا خوفزدہ و حواس باختہ ہوگا۔

مسلمانوں نے اپنے اخلاق سے دنیا کو فتح کیا تھا، اس قوم کے حالات عجیب و غریب ہیں جس نے اپنے خدا سے مدد مانگی، اور مضبوطی کے ساتھ اسلامی قدروں پر قائم رہی۔ اس نے دنیا کو اپنے ہتھیار و قوت سے فتح کرنے سے قبل اس کو اپنے اخلاق جمیلہ اور عادات حمیدہ سے فتح کیا، وہ ملکوں کے قلعوں میں داخل ہونے اور شہر پناہوں کو توڑنے سے پہلے وہاں کے باشندوں کے دلوں میں داخل ہوئی، سارے عالم میں اس کا ڈنکا بجنے لگا اور روئے زمین پر بسنے والی قومیں اور بادشاہ اس سے خوفزدہ ہو گئے۔

ہم اس قوم کی تاریخ کا ایک دوسرا ورق پیش کرتے ہیں جب مسلمانوں نے کسریٰ کے شہروں کو فتح کر لیا اور عرب بہادر سرزمین عجم میں داخل ہو گئے تو ان کے بادشاہ یزدگرد نے چینی بادشاہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اس سے عربوں کے خلاف مدد طلب کی اس وقت بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ نازک موقع پر ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کی مدد کرتا تھا۔ یزدگرد کا یہ قاصد جب چین سے واپس ہوا تو ہدایا و تحائف سے لدا پھندا واپس ہوا اور یزدگرد سے کہا کہ بادشاہ چین نے مجھ سے ان لوگوں کے حالات پوچھے جو ہمارے ملک پر قابض ہو گئے ہیں، جب میں نے اس کو تفصیلات بتائیں تو اس نے کہا کہ تم ان کی تعداد کم اور اپنی زیادہ بتاتے ہو۔ اتنی کم تعداد اتنی زبردست تعداد پر تو اسی وقت غالب آ سکتی ہے جب ان میں خوبیاں ہوں اور تم میں برائیاں اور خرابیاں ہوں۔

میں نے عرض کیا آپ مزید کچھ پوچھنا چاہیں تو پوچھیں میں آپ کو بتاؤں گا، تب شاہ چین نے کہا کیا وہ عہد کرنے کے بعد عہد پورا کرتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، پھر اس نے پوچھا کہ وہ لوگ تم سے لڑنے سے پہلے تم لوگوں سے کیا کہتے ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ تین باتوں میں سے کوئی ایک بات منظور کرنے کو کہتے ہیں، پہلی بات تو یہ کہ ہم ان کے دین کی پیروی کریں اگر ہم اس کو مان لیں تو وہ ہم کو اپنے ہی طریقے پر چلاتے ہیں اور پھر ہمارے بھی وہی حقوق ہوں گے جو ان کے ہیں اور ہم پر بھی وہی ذمہ داری ہوگی جو ان پر ہے، دوسری بات یہ کہ جزیہ دیں، یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر جنگ کی دعوت دیتے ہیں۔

اس کے بعد بادشاہ نے پوچھا کہ اپنے سرداروں کی اطاعت کے معاملے میں وہ کیسے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ کوئی قوم اپنے ہادی و رہبر کی اطاعت کی جو بہتر سے بہتر مثال پیش کر سکتی ہے وہ اس طرح اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کن چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کن چیزوں کو حرام؟

قاصد نے کہا کہ میں نے بادشاہ کو جواب دیا کہ وہ لوگ خبیث و فحش چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، گمراہی کی ہر بات کو اور ہر قسم کے شر اور ناپسندیدہ چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، یہ سن کر بادشاہ نے سوال کیا کہ کیا وہ لوگ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے بعد پھر اس کو حلال کرتے ہیں یا حلال کی ہوئی چیز کو بعد میں حرام سمجھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں، بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کی شریعت محکم و پایندہ ہے۔ خدا ان کی شریعت کا محافظ و نگہبان ہے۔ وہ زمین و آسمان سے بھی زیادہ قائم و ثابت رہنے والی چیز ہے۔ ان کا یہ اصول ہے کہ خدا کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرنا حرام و ناجائز ہے۔

یہ ساری تفصیلات سننے کے بعد بادشاہ چین نے کہا کہ یہ لوگ کبھی مٹ نہیں سکتے الّا یہ کہ وہ حرام کو حلال سمجھنے لگیں اور ان کے نزدیک بھی ناخوب خوب بن جائے اور بھلی و نیک بات کو پست و گھٹیا تصور کرنے لگیں۔

اس کے بعد شاہ چین نے فارس کے قاصد سے عربوں کے لباس کے متعلق پوچھا تو اس نے اس کو بتایا کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے اچھا لباس تقویٰ و خوف خدا ہے۔

(ولباس التقویٰ ذٰلک خیر (الاعراف ۲۶)
(تقویٰ کا لباس سب سے اچھا لباس ہے)۔

پھر اس نے کہا کہ ان کی سواریاں کیسی ہوتی ہیں؟ قاصد نے جواب دیا، عقل و مشورہ ان کا مشہور جملہ ہے کہ جس کو اپنی رائے اور سوجھ بوجھ پر ناز ہوا وہ مارا گیا اور جس نے اپنی عقل کے زعم میں دوسروں سے بے نیازی برتی وہ غلطی سے محفوظ نہیں۔ بادشاہ نے پھر سوال کیا، مجھے ان کے آپس کے معاملات و

رہن سہن کے متعلق کیا معلومات ہیں۔ ؟ قاصد کہتا ہے کہ میں نے بادشاہ کو جواب دیا کہ ان کے رسولؐ نے انھیں جو تعلیمات و ہدایات دی ہیں وہ اس کے پابند ہوتے ہیں وہ یہ کہ ان میں سے اگر کوئی شخص کسی سے خفا و ناراض ہو تو اس ناراضگی کے سبب اس پر ظلم نہ کرے وہ اگر کسی کا دوست ہو تو محبت کے سبب کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو، ثبوت ملے یا نہ ملے حق کو تسلیم کرے، کوئی نیکی کرنا چاہے تو اس میں لالچ کا شائبہ نہ ہو جب شاہ چین نے عربوں کے متعلق یہ مکمل و مفصل معلومات حاصل کرلیں تو یزدگرد کو حسب ذیل مضمون کا خط لکھا۔

" اگر میں چاہوں تو تمہاری مدد کے لئے ایسا زبردست لشکر بھیجوں جس کا ایک سرا تمہارے ملک "مرو" میں ہو اور دوسرا سرا چین میں، مگر آپ کے قاصد نے مسلمانوں کے جو حالات بیان کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے سامنے پہاڑ بھی ہیچ ہیں اگر انھیں راستہ مل جائے تو ان اوصاف کے ہوتے ہوئے جو آپ کے قاصد نے بیان کئے ہیں، یہ لوگ ہمارا بھی تخت و تاج چھین لیں گے، یہ صورت حال لشکر بھیجنے سے مانع ہے آپ ان سے صلح کرلیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

یہ اس قوم کی سنہری داستان ہے جو ایمان لانے کے بعد خدا ہی سے مدد کی طالب رہی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہی قوم جس نے اسلام کی صداقت و حقانیت کا تجربہ کیا ہے اس کی سچائی سے اچھی طرح واقف ہے خود اس کے دشمنوں نے ان اوصاف و کمالات کی شہادت دی ہے جن کے سامنے عقل و خرد حیران اور افکار و نظریات ششدر رہ جاتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے، شجر و حجر شاہد ہیں چین سے لے کر حدود سمندر سے ملنے والے ہر خطۂ زمین کے ساحل پر پھیلی ہوئی ان کی یادگاریں شاہد ہیں کہ جب تک یہ امت اپنے دین پر قائم رہی، روئے زمین کی بہترین امت تھی، جو ہدایت انسانی کے لئے وجود میں لائی گئی تھی، اس امت کا ہر فرد فرشتہ صفت انسان تھا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے تھے کہ انھوں نے اپنے رب کو پہچانا، ہر چھوٹی بڑی چیز میں ان کے دین پر عمل کیا، انھوں نے کتاب و سنت سے انحراف کو بدترین گناہ تصور کیا اور دل میں یہ یقین جما لیا کہ احکام خداوندی سے روگردانی ہی مصائب و آلام کا سبب ہے اور جو خدا و رسولؐ سے روگردانی کرتا ہے، خدا اور رسول کا اس سے کوئی واسطہ نہیں رہتا، اس انحراف و روگردانی کے بعد کوئی کامیاب و باعزت ہو یہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ" (آل عمران ۱۶۰)

(اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے)

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

" ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین ہ (مجادلہ ۲۰)۔

(جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے)۔

خدا کے دین سے دوری اور اسکی تعلیمات چھوڑنے کی وجہ سے آج ہم لوگ اذلین ہی میں سے ہو گئے ہیں۔

حال یا ماضی میں ہمارے جو تجربات ہوئے ہیں انھوں نے دو باتیں ثابت کردی ہیں ان میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ ہمارے آباء و اجداد نے جب دین کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھاما تو ایک زبردست تہذیب کو وجود بخشا اور بے مثال تمدن پیش کیا اور آج تک دنیا انہیں کے خوان نعمت سے خوشہ چینی کر رہی ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب لوگوں نے ان قدروں سے بے التفاتی برتی اور خدا کی تعلیمات پر عمل کرنے میں سستی و کاہلی کا مظاہرہ کیا تو زوال و پستی کا شکار ہوئے ہماری حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی یہاں تک ذلت و کمزوری، اختلاف و انتشار کی اس منزل کو پہنچ گئے کہ یہودی اور صیہونی ہم کو ہیچ سمجھنے لگے اور ہمارے ملک میں داخل ہو کر ہماری عزت و آبرو کو خاک میں ملانے لگے۔ (ماخوذ از منبر و محراب)

بقیہ صفحہ ۱۲ : اقبال اور

ہم علامہ مرحوم کے اس الہامی قطعہ پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جس میں افغانستان کے سلسلے میں 'رقابت اقوام' کے پیش نظر انھوں نے افغانستان کو خودشناسی کا حوصلہ افزا پیغام اور غیر جانبداری اور بڑی طاقتوں سے بے نیازی اور توحید کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کا مشورہ دیتے ہوئے مستقبل کی بشارت بھی دی ہے۔

حقیقت ازلی ہے رقابت اقوام
نگاہ پیر فلک میں نہ میں عزیز نہ تو
خودی میں ڈوب زمانے سے ناامید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمام رفو
رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اتر گیا جو ترے دل میں لاشریک لہٗ

(ضرب کلیم)

خط وکتابت کرتے وقت حوالہ نمبر خریداری تحریر کرنا نہ بھولیں۔

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone : SHOP: 862220
RESI: 378054

۴۴- حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

ترکی کا انتشار

دائیں اور بائیں بازو کی پارٹیاں یا فوج

محمود الازہار ندوی

ترکی میں ماہ گذشتہ فوج نے اقتدار پر قبضہ کرلیا اور پارلیمنٹ توڑ دی گئی آئین منسوخ کردیا اور تنظیموں پر پابندی لگادی گئی اور وزیراعظم سلیمان دیمرل قائمقام صدر احسان صابری، سابق وزیراعظم بلند اجوید اور سلامت پارٹی کے سربراہ نجم الدین اربکان سمیت سرکردہ سیاسی رہنماؤں اور پارلیمنٹ کے ایک سو بیس ارکان کو حراست میں لے لیا گیا۔

اقتدار پر فوج کا قبضہ کوئی غیر متوقع نہیں ہے کیونکہ اس سے قبل فوج کے چیف آف اسٹاف کنعان ایران نے برسر اقتدار اور حزب مخالف دونوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ ملک کی حالت پرسکون اور بہتر کریں اور دہشت و تشدد کے واقعات اگر ایسے ہی ہوتے رہے تو فوج کو مجبوراً مداخلت کرنی پڑے گی۔

ملک میں بے چینی اور تشدد بڑھتا جارہا تھا اور ایک اندازہ کے مطابق دہشت گردی اور تشدد کا شکار ہونے والوں کا اوسط ۱۰ سے زائد یومیہ ہے اور اس کو ختم کرنے کے لئے دونوں قابل ذکر ڈیموکریٹک اور ریپبلکن پارٹیوں نے ایسے اقدامات سے گریز کیا ہے جس سے دونوں کی اپنی سرگرمیاں محدود کرنی پڑیں اور دونوں اس کا الزام اپنی مخالف پارٹی پر عائد کرتے ہیں۔ سلیمان دیمرل کہتے ہیں کہ بائیں بازو ملک کو سنگین بحران سے دوچار کئے ہوئے ہیں جب کہ بولند اجوید ریپبلکن پارٹی کے لیڈر کہتے ہیں کہ ڈیموکریٹک پارٹی کا نوجوان طبقہ اس قسم کی دہشت گردی کا ذمہ دار ہے اور ملک میں تشدد، نسلی تعصب اور علاقائی جھگڑوں کے خالق ہیں اور اس سے اقتصادی ڈھانچہ بالکل تباہ ہوکر رہ گیا ہے اور بے کاری عام ہوگئی ہے اور ترکی سکہ لیرہ اتنا گر گیا ہے کہ ۷۰ لیرہ کا ایک ڈالر ہوتا ہے اور ۱۹۷۸ء جب سے دہشت گردی کا آغاز ہوا اس وقت سے ۵ ہزار افراد اس کا شکار ہوچکے ہیں اور گذشتہ ماہ تو یہ تعداد ۴۰۰ تک پہونچ گئی تھی، ملک ۱۸ سے ۲۰ ارب ڈالر کا مقروض ہے اور افراط زر کی سالانہ شرح ۸۰ سے ۱۰۰ فیصد ہے۔ ترکی میں اس وقت بشمول ۵ اکرد پارٹیوں کے ۹۴ پارٹیاں ہیں جن کا یا تو دائیں بازو سے تعلق ہے یا بائیں بازو سے۔ بائیں بازو والی پارٹیاں اس بات پر زور دیتی رہی ہیں کہ ترکی کا استحکام اور ترقی صرف کمیونسٹ نظام میں ہے اور اس کو سوویت روس سے اور کمیونسٹ ممالک سے اپنے تعلقات قائم کرلینا چاہئے جب کہ دائیں بازو والی پارٹیوں کا خیال ہے کہ ترکی کا مستقبل مغرب سے منسلک ہے کہ ترکی کی تعمیر و ترقی، اس کی تہذیب و تمدن اور تاریخ سے الگ کرکے نہیں کی جاسکتی ہے اور ایسی حکومت کا قیام عمل میں لانا چاہئے جس سے ترک قوم مسلمانوں کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم چلے۔

ترکی کا دستور سیکولر ہے اور اس میں اتاترک نظام پر تنقید قابل تعزیر ہے اس لئے ترک نجات دہندہ قومی سلامہ پارٹی کو اپنے خیالات و افکار عوام تک پہونچانے میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ نہ احیاء خلافت کی بابت کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ احیاء اسلام کی باتیں پرجوش انداز سے کہہ سکتے ہیں کیونکہ فوج اتاترک ذہن کی پوری ترجمان ہے وہ اس کے خلاف ایک حرف بھی برداشت نہیں کرسکتی ہے اسی لئے جب ماہ گذشتہ استنبول کی ایک مسجد میں اتاترک کو برا بھلا کہا تو فوج نے سخت آگاہی دی اور عوام کو خبردار کیا کہ وہ اس قسم کی باتوں کو برداشت نہ کرے گی اور فوج میں زیادہ تر عنصر دائیں بازو کا ہے اور ملک کو مکمل طور پر مغرب سے قریب رکھنا چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے قومی نجات دہندہ پارٹی اپنے آپ کو براہ راست ٹکراؤ سے بچاتے ہوئے اپنے خیالات پیش کرتی ہے اور ترکی کو عظمت رفتہ کی واپسی کی بات کہتی ہے جب کہ دوسری پارٹیاں اسلامی پارٹی کو اس ٹکراؤ میں ملوث کرنا چاہتی ہیں۔

۱۹۷۱ء میں بولند اجوید نے ملک کے ۶۷ صوبوں میں سے ۲۰ میں مارشل لا لاگو کرکے یہ کوشش کی تھی کہ تشدد کو روکا جاسکے لیکن یہ کوشش بارآور نہ ہوسکی اور فوج دخیل ہوگئی اور جب سال گذشتہ سلیمان دیمرل برسر اقتدار آئے تو انھوں نے قومی ترک نجات دہندہ پارٹی اور ریپبلکن پارٹی کے تعاون اور مغرب کے توسط سے کوشش کی کہ وہ ملک سے دہشت گردی کو ختم کریں کیونکہ ترکی فوج ناٹو میں دوسری بڑی فوج ہے اور وہ اس معاہدہ کا جنوبی بازو کہلاتا ہے اور مغرب چاہتا ہے کہ ترکی کی پسماندگی طویل المدت اور قلیل المدت قرضوں سے دور کریں اور اس مرحلہ میں دونوں سیاسی پارٹیاں دائیں اور بائیں کے فرق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی ہیں اور اسی وجہ سے پوری قوم دو گروہوں میں منقسم ہوگئی ہے۔

فوج نے یہ اقدام بیس سال میں تیسری بار کیا ہے اس سے قبل فوج نے سلیمان دیمرل ہی کے خلاف ان ہی باتوں کا سہارا لیکر اقدام کیا تھا اور اس کے بعد نئے انتخابات ہوئے تھے اور اس نے اس وقت بھی ملک میں ابتری کا سہارا لے کر پارلیمانی نظام کو تحلیل کردیا تھا۔ فوج وقتاً فوقتاً ملک کی انتظامیہ میں بدانتظامیہ کا سہارا لے کر کیونکر مداخلت کرتی ہے یا ملک کو دہشت گردی اور تشدد میں اتنے دنوں تک کیوں چھوڑ دیتی ہے اس پر غور کرنے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ایک تو فوج کا مرکزی عنصر کس خیال کا ہے دوسرے ترکی کا محل وقوع اور اس کو درپیش خطرات اور یہی چیز فوج کو مداخلت کرنے پر مجبور بھی کرتی ہے اور مداخلت سے باز بھی رکھتی ہے۔ اس وقت فوج نے پارلیمنٹ کے خلاف جو اقدامات اس قدر تاخیر سے کئے اس کا بنیادی سبب ترکی کی سوویت روس سے قربت ہے، اس کی سرحدیں بلغاریا، یونان، ایران، عراق، شام سے ملتی ہیں اور فوج کا ایک حصہ شمال قبرص میں اب تک رکھنا پڑ رہا ہے اور عوام میں کثرت سے اسلحے پائے جاتے ہیں۔ سوویت یونین مارکسی تنظیموں کو بلغاریا کے راستے سے اسلحہ دیتا رہتا ہے تاکہ بائیں بازو والے کمزور نہ پڑیں اور اقتدار پر قبضہ کرنے میں آسانی ہو اور ترکی معاہدہ ناٹو سے نکل سکے اور اسی کی کاٹ کے لئے مغرب دائیں بازو والی تنظیموں کو اسلحہ سپلائی کررہی ہیں تاکہ بائیں بازو والوں کا مقابلہ کرسکیں اور ترکی کو کمیونسٹوں کے خلاف ایک حصار کے طور پر رکھا جاسکے۔

ملک میں دونوں سیاسی پارٹیاں ایسی ہیں جن سے ایک طبقہ کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اور یہ امکان رہتا ہے اس سے وہ اپنے مفاد میں تعاون حاصل کرسکے گا، مگر ترک نجات دہندہ سلامت پارٹی جس کا اثر عوام میں دن بدن بڑھتا جارہا ہے اور یہ ملک کو خود کفیل بنانے کے لئے صنعتی میدان میں جو کام کررہی ہے وہ نہ دائیں بازو اور نہ بائیں بازو والوں کو پسند آتا ہے اور دونوں کے مراکز اس سے خوفزدہ ہیں کیونکہ یہ بیک وقت ترکی کی ناٹو میں شرکت کے خلاف ہے اور سوویت روس کے بھی خلاف ہے بلکہ اسی سے روس کو خطرہ ہے اور ترکی میں احیاء اسلام کی کوششیں بارآور ہوگئیں تو شمالی ترکی کا تعلق جنوبی روس کے مسلمانوں سے براہ راست ہوجائے گا اور اس سے وہاں کی آبادی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گی اور روس اپنے ملک کے اس حصہ کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے جب کہ وہ افغانستان میں شرمناک شکست کے دہانہ پر ہے اور ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد حالات اس کے موافق نظر نہیں آرہے ہیں۔

ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ دائیں اور بائیں بازو کی طاقتیں ترکی میں ابتری کو قائم رکھنا چاہتی ہیں تاکہ حالات کسی وقت بھی اس کے خلاف جاسکے اور فوج کی مداخلت نجات دہندہ کی حیثیت سے نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ نظریاتی طور پر اپنے خیالات جو مصطفیٰ کمال کی ترجمان ہے اور عوام کو یہ آگاہی دیتی ہے کہ ملک میں کوئی تبدیلی بغیر میرے نہیں آسکتی ہے اور جب ہم چاہیں گے مداخلت کریں گے اور عوام کو فوج کا وزن محسوس کرنا چاہئے اور اس کے نظریات و کردار کے خلاف جو صدائیں ملک میں وقتاً فوقتاً بلند ہوتی رہتی ہیں وہ کسی حال میں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ اگر وہ صدائیں ایوان حکومت سے بلند ہوں گی تو اس کا حشر وہی ہوگا جو ادھر ۲۰ سال کے وقفہ میں فوج کی مداخلت سے وزارت عظمیٰ کا ہوچکا ہے اور اگر عوام اسکے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کو اپنے انجام سے بخوبی واقف ہونا چاہئے۔

دوسری اور آخری قسط

اقبالؔ اور افغانستان

(شمس تبریز خاں)

افغانوں کی ان کمزوریوں کے باوجود، اقبال ان کی مخفی قوتوں اور توانائیوں اور پوشیدہ و نا آزمودہ طاقتوں اور صلاحیتوں کا پورا اندازہ رکھتے اور ان کی سوئی ہوئی لیاقت و قابلیت کو بیدار کرتے اور انھیں عالم اسلام کے لئے دوبارہ اپنے تاریخی کردار کو دہرانے کے لئے اُبھارتے ہیں۔ 'پیام مشرق' کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورے عالم اسلام سے مایوس ہو کر افغانستان کی طرف دیکھ رہے ہیں جو ایک عرصہ سے اپنا ناقابل فراموش تاریخی رول ادا کر کے گوشہ نشیں اور خلوت گزیں ہو گیا ہے۔ مگر جوہر ذاتی سے عاری اور عظیم امکانات سے خالی نہیں، کیونکہ اس نے صدیوں تک اپنی خودی، قومی تشخص و حریت و انفرادیت کو برقرار اور "رقابت اقوام" سے اپنے کو الگ اور غیر جانبدار رکھا ہے۔ اقبال کو یہ یقین ہے کہ جب مصنوعی اور مادی تہذیبیں کمزور پڑتی اور ثقافتیں دم توڑتی ہیں تو صحرائی و کوہستانی قومیں ان کی جگہ لیتی، تہذیبی خلا کو پُر کرتی اور معاشرے کو نئے اقدار و معیار اور زندگی کو نئی تاب و توانائی فراہم کرتی ہیں، اسی لئے وہ عربوں اور افغانوں کی طرف سے ہمیشہ پُر امید و خوش گمان اور انھیں دعوت عمل دیتے نظر آتے ہیں، وہ اس نکتے پر بار بار زور دیتے ہیں کہ افغانوں نے ابھی اپنا بھرپور رول نہیں ادا کیا اس لئے جریدۂ عالم ان کے 'نقش دوام' کا ہنوز منتظر ہے۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ مغلوں کی مداخلت اور چابک دستی کی وجہ سے افغان اپنے آزادانہ عمل کو برقرار نہ رکھ سکے اور زندگی کے سیل رواں سے دور ہو گئے۔ اقبال کے نزدیک افغانستان کی پسماندگی کا علاج یہ ہے کہ یہ ملک وحدت و مرکزیت کے رشتے میں مربوط ہو جائے اور اسے کوئی ایسا قائد مل جائے جو ملک کی روایتی اسلامیت اور عصریت کے معتدل امتزاج کے ساتھ اسے شاہ ترقی پر ڈال دے۔ اس خواب کی تعبیر کبھی وہ شاہ امان اللہ، شاہ محمد نادر شہید اور ان کے صاحبزادے شاہ محمد ظاہر کی ذات میں دیکھتے ہیں تو عقیدت و محبت کے جذبات سے بے اختیار ہو جاتے ہیں۔

اقبال نے افغانستان سے جس طرح اپنی امیدیں اور آرزوئیں متعلق کی ہیں وہ اس عظیم ملک و قوم کی صلاحیتوں اور امکانات اور اس کے روشن مستقبل کی غمازی بھی کرتی ہیں اور اقبال کی دیدہ وری و دور بینی کا بھی اشاریہ ہیں۔ وہ حسب معمول اپنے رجائی، امید پرور اور ہمت افزا اسلوب میں فرماتے ہیں ؎

لادینی و لاطینی کس پیچ میں اُلجھا تو — دارو ہے ضعیفوں کا لا غالب الا ہو

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا — عجب نہیں کہ یہ چار سو بدل جائے

جس کے پرتو سے منور رہی تیری شب دوش — پھر بھی ہو سکتا ہے روشن وہ چراغ خاموش

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی — ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے؟ خدائی

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ — خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں

(ضرب کلیم)

اے ز خود پوشیدہ خود را باز یاب
شکوہ کم کن از سپہر لاجورد
از مقام ذوق و شوق آگاہ شو
عالم موجود را اندازہ کن
رنگ و ساز کائنات از وحدت است
ملتے گم گشتہ کوہ و کمر
زانکہ بود اندر دل من سوز و درد
کار و بارش را نکو سنجیدہ ام
مرد میداں زندہ از اللہ ہو است
بندۂ کو دل بغیر اللہ نہ بست
او نگنجد در جہان چون و چند
چوں ز روئے خویش برگیرد حجاب

در مسلمانی حرام است ایں حجاب
جز بگرد آفتاب خود مگرد
ذرۂ؟ صیاد مہر و ماہ شو
در جہاں خود را بلند آوازہ کن
اندریں عالم حیات از وحدت است
از جبینش دیدہ ام چیزے دگر
حق ز تقدیرش مرا آگاہ کرد
آنچہ پنہاں ست پیدا دیدہ ام
زیر پائے او جہان چار سو است
می تواں سنگ از زجاج او شکست
تہمت ساحل بایں در مبند
او حساب است او ثواب است او عذاب

(مثنوی مسافر)

علامہ اقبالؒ نے صرف افغانستان اور افغانی قوم ہی کے بارے میں اظہار خیال نہیں کیا بلکہ اس مردم خیز ملک کی تاریخ ساز اور عظیم ہستیوں کا بھی انھوں نے والہانہ اور عقیدتمندانہ ذکر کیا اور ان کی عبقریت و انفرادیت کے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اس طرح کے اشخاص میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ، حضرت سید علی ہجویریؒ، حضرت حکیم سنائی غزنویؒ (م ۵۴۵ھ) سلطان محمود غزنویؒ (م ۴۲۱ھ) جمال الدین افغانیؒ (م ۱۸۹۷ء) احمد شاہ ابدالی (م ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۳ء) خوشحال خان خٹک (م ۱۶۸۹ء)۔ شاہ امان اللہ خاں، شاہ محمد نادر شہید ۱۹۳۳ء۔ اور شاہ محمد ظاہر شاہ کے نام آئے ہیں۔

امیر افغانستان محمد نادر شاہ شہید کے قیام ہندوستان کے وقت ان سے اقبال کے تعلقات استوار ہو چکے تھے اور وہ انھیں افغانستان کا نجات دہندہ سمجھنے لگے تھے۔ بچہ سقہ کے فتنے کو فرو کرنے کے لئے جب وہ عازم افغانستان ہوئے تو اقبال کی دعائیں ان کے ساتھ تھیں۔ ڈاکٹر ظہیر احمد جامعی لکھتے ہیں:۔

"نادر خاں جب افغانستان کے لئے لاہور اسٹیشن سے روانہ ہونے لگے تو اقبال نے ان سے تخلیہ میں کہا، "تم ایک بڑی مہم سر کرنے جا رہے ہو، میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ نیک تمناؤں اور دعاؤں ہی سے تمہاری خدمت کر سکتا ہوں۔ اتفاق سے پانچ ہزار کی رقم میرے ساتھ ہے اگر یہ تمہارے کام آ سکے تو مجھ کو بڑی خوشی ہوگی۔" نادر خاں نے جو چشم پُر آب تھے فقیر کے اس دین کو بڑا ہی نیک شگون سمجھا اور بڑے احترام سے اس ہدیہ کو قبول کیا۔"

(اقبال کی کہانی صفحہ ۹۵-۹۶)

پھر جب سلطان شہید اپنی مہم میں کامیاب ہو گئے تو کابل میں یونیورسٹی کے قیام اور نظام تعلیم کے سلسلے میں صلاح و مشورہ کے لئے انھوں نے علامہ سید سلیمان ندوی، سر راس مسعود اور ڈاکٹر اقبال کو اپنے یہاں مدعو کیا، چنانچہ یہ تینوں حضرات اواخر اکتوبر سے اوائل نومبر ۱۹۳۳ء میں افغانستان میں رہے۔ ڈاکٹر اقبالؒ نے افغانستان کا سفر جس ذوق و شوق سے کیا تھا اس کا آئینہ ان کی مثنوی اور منظوم سفرنامہ "مسافر" ہے جس کے ہر شعر سے ان کا سوز و گداز اور درد و اخلاص نمایاں ہے۔ وہ سلطان شہید کی فراست ایمانی اور جذبۂ اسلامی سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی گفتگو سے اُن پر گریہ طاری ہو گیا ؎

جانم از سوز کلامش در گداز — دست او بوسیدم از راہ نیاز

علامہ سید سلیمان ندوی نے بھی اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ اقبال، افغانستان کے بعض بزرگوں کے مزار پر جا کر بے اختیار ہو گئے!

عبد المجید سالک لکھتے ہیں کہ،

"۔۔۔ ۱۹ر اکتوبر اور ۶ نومبر ۱۹۳۳ء کو علامہ اقبال نے افغانستان کی ایک مجوزہ یونیورسٹی اور افغانستان کے حالات و کوائف کے متعلق نہایت حوصلہ افزا اور خیر خواہانہ بیانات شائع کئے۔"

(ذکر اقبال ص ۲۲۲)

(بقیہ صفحہ پر)

آپ خود ہی اس کا ترجمہ کر لیں

ہمارے اداریہ "ملت اسلامیہ کے لئے ایک نیا درد سر" کو پڑھ کر ہمارے پاس متعدد خطوط آئے جن میں ان مراسلہ نگاروں نے ہم پر تہمت لگائی ہے کہ ہم نے بغیر کسی تحقیق کے علامہ خمینی پر ایسا الزام لگایا جس کی کوئی بنیاد نہیں اور یہ کہ "الرأی العام" نام کا کوئی پرچہ نہیں نکلتا۔ اگر ایسے کسی پرچہ نے خمینی کی تقریر شائع کی ہے تو یہ اسرائیل اور صیہونیت کی خدمت کی نیت سے شائع کی ہے اور ادارہ تعمیر حیات صیہونی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔" اس طرح کی بے سر و پا اور طنز و تشنیع سے ہمیں نوازا گیا ہے، ہم اپنی رائے پر اب بھی قائم ہیں اور ان سب خطوط کے جواب میں اخبار "العالم الاسلامی" کے تراشہ پر اکتفا کرتے ہیں ہمارے یہ معترض مراسلہ نگار خود ہی اس کا ترجمہ کر لیں۔ ہم اگر ترجمہ کریں گے تو ہم پر پھر بددیانتی اور تہمت تراشی کا الزام عائد کیا جائے گا۔ اگر یہ واضح اور روشن عبارت بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی تو ان کی بصیرت اور عصبیت دونوں کو کس بات پر محمول کریں۔

علماء المغرب يستنكرون تصريح الزعيم الإيراني الخميني

نشرت الصحافة الكويتية والسعودية اقوالا شنيعة، ومزاعم فظيعة، منسوبة لامام الشيعة الخميني، تنال من مقام النبوة والملائكة، وتؤدي الى الاشراك بالله عز وجل، ووردت هذه الاقوال مع استنكارها بعض الصحف الوطنية، وقامت من اجلها ضجة كبرى في الاوساط الشعبية، فتوجه الجمهور الينا بالسؤال عن موقف العلماء من هذه الاقوال الغالبية، والمزاعم الباطلة التي تخالف ماعلم من الدين بالضرورة، وتناقض اصول العقيدة الاسلامية حتى ان بعض المتسائلين تساءل – وهو على حق – هل الغى الخميني ماكان يعرف عند الشيعة بالتقية، حين استولى على الحكم، وظن انه قد حان الوقت ليجاهر بهذه العقيدة الفاسدة دون تستر ولا حذر؟

وقبل الجواب عن سؤال الجمهور المغربي المسلم نرى من الواجب اولا ان ننقل كلام الخميني بنصه، كما نشرته الصحف وورد في كتابه (الحكومة الاسلامية)، ثم نعقب على ذلك ببيان الحكم الشرعي الذي يبطل مزاعمه وادعائه.

وفيما يلي نص كلام الخميني: «ان الانبياء جميعا جاءوا من اجل ارساء قواعد العدالة في العالم، لكنهم لم ينجحوا، وحتى النبي محمد صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء الذي جاء لاصلاح البشرية وتنفيذ العدالة لم ينجح في ذلك، وان الشخص الذي سينجح في ذلك، ويرسي قواعد العدالة في جميع انحاء العالم، ويقوم الانحرافات هو الامام المهدي المنتظر، ثم يقول الخميني: ان مسألة غيبة الامام المهدي هي مسألة هامة تعلمنا اشياء كثيرة، ومن بينها انه لايوجد في العالم احد سواه من اجل تنفيذ العدالة، بمعناها الحقيقي، وان الله تعالى ابقاه ذخرا من اجل البشرية، وسيعمل على نشر العدالة في جميع انحاء العالم، وسينجح فيما فشل في تحقيقه الانبياء والاولياء».

هذا كلامه الذي قاله بمناسبة مولد المهدي المنتظر، في منتصف شعبان المنصرم، اكتفينا بجوهره وفحواه.

ومن اجل مزيد التأكد من نسبته اليه رجعنا الى ماجاء في كتابه «الحكومة الاسلامية» صفحة ٥٢ طبعة بيروت، لوجدناه يقول: «ان للامام مقاما محمودا ودرجة سامية، وخلافة تكوينية تخضع لولايتها جميع ذرات الكون» الى ان يقول: «وان من ضروريات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لايبلغه ملك مقرب ولا نبي مرسل»، فتبين بما لامجال للشك فيه ان هذا الكلام صادر عن الخميني، وان هذه العقيدة الفاسدة هي عقيدته، وان الصحافة لم تتزيد عليه في شيء.

والجديد في الامر هو ان الخميني تجاوز بهذه الادعاءات الفاسدة كل ماكان معروفا عن الشيعة، وتطاول حتى على مقام الملائكة والانبياء والمرسلين، حيث جعل مكانة المهدي المنتظر في نظره فوق مكانة الجميع، وزعم ان لاملك مقربا، ولا نبي مرسلا افضل منه.

والاخطر من ذلك هو مازعمه الخميني من ان «خلافة المهدي المنتظر خلافة تكوينية تخضع لها جميع ذرات الكون» ومقتضى ذلك ان الخميني يعتبر المهدي المنتظر شريكا للخالق عز وجل في الربوبية والتكوين.

وهذا كلام مناف لعقيدة التوحيد يستنكره كل مسلم ولايقبله ولايقره اي مذهب من المذاهب الاسلامية، ولايبرئ قائله من الشرك والكفر بالله الا التوبة والرجوع عنه صراحة وعلنا، او التبرؤ منه واصدار بيان بذلك ليهلك من هلك عن بينة، ويحيا من حيي عن بينة.

وعلى ائمة الشيعة الاخرين – لكي يحسم المسلمون – ان يوضحوا موقفهم من هذه الاباطيل المخالفة للكتاب والسنة، وما عليه سلف هذه الامة وخلفها، من توحيد الله عز وجل، وانفراده بالخلق والتكوين، وتصريف شؤون الكون، وتعظيم مقام الانبياء والرسل والملائكة وتفضيلهم على كافة المخلوقات، ورفع مقام خاتم النبيين سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم عليهم اجمعين، قال الله تعالى (وما قدروا الله حق قدره والارض جميعا قبضته يوم القيامة والسماوات مطويات بيمينه، سبحانه وتعالى عما يشركون) وقال تعالى (واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه، قال أأقررتم واخذتم على ذلكم اصري قالوا اقررنا، قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين، فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون).

هذا وان علماء المغرب ليهيبون باخوانهم بقية العلماء في العالم الاسلامي ان يقفوا وقفة رجل واحد ضد هذا التيار الهدام، ويدرءوا كل شبهة عن عقيدة الاسلام، والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم.

اعلان

طباعت اور کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ادارہ تعمیر حیات کو مالی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس لئے اس کی شرح سالانہ میں اضافہ ناگزیر ہو گیا اب ایک شمارہ ایک روپیہ کا ہوگا اور سالانہ خریداری ۲۰ روپے کی ہوگی۔ اسی طرح بیرونی شرح میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

ایجنٹ حضرات توجہ دیں!

اب تک "تعمیر حیات" ایجنسیوں کو کھلی ڈاک سے بھیجا جا رہا تھا اور بلوں کی ادائیگی نہیں ہو پاتی تھی اور ایجنسیوں کے ذمہ خطیر رقم باقی رہ جاتی ہے۔ بار بار یاد دہانی کے باوجود وہ رقم وصول نہیں ہو پاتی تھی اس لئے ادارہ تعمیر حیات کو مجبوراً اپنے طریقہ کار کو بدلنا پڑا اور اب دس پرچے سے کم پر ایجنسی نہ دی جائے گی نیز ہر شمارہ وی پی سے ارسال کیا جائے گا اور اس پر عمل درآمد اٹھارویں جلد کے شمارہ نمبر ایک یعنی ۱۰ر نومبر کے پرچے سے کیا جائے گا اور یہ شمارہ ان ہی لوگوں کو بھیجا جائے گا جن کے اطلاعی خطوط دفتر کو موصول ہو جائیں گے۔

منیجر

جلد توجہ فرمائیں

(۱) آبور (این۔ اے) تامل ناڈو سے کسی صاحب خیر نے ایک ڈرافٹ مبلغ ۲۵ روپے کا ناظم صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سادی ڈاک سے روانہ کیا ہے جس کے ساتھ نہ کوئی خط ہے نہ لفافہ پر بھیجنے والے کا پتہ ہی تحریر ہے جس کی وجہ سے اب تک رسید قطع نہیں ہو سکی، ڈرافٹ امانت میں رکھا ہوا ہے یہ سطور ان بھیجنے والے بزرگ کی نظر سے گذریں تو ایک کارڈ سے دفتر کو جلدی مطلع کر دیں۔

(۲) ایک منی آرڈر ضلع دربھنگہ سے ۹ر اگست کو موصول ہوا ہے کوپن پر عبد الرؤف فیض اللہ خاں "دربھنگہ" درج ہے اس کے علاوہ نہ تو "مد" درج ہے نہ پورا پتہ۔ عبد الرؤف خاں صاحب جلد توجہ فرما کر اپنا پورا پتہ "مد" رقم کی صحیح مقدار سے مطلع فرمائیں۔

(۳) مراد آباد سے ایک منی آرڈر مبلغ ایک سو بیس روپے کا اس طرح وصول ہوا ہے کہ فارم پر بھیجنے نے اپنا پتہ درج نہیں کیا، اس لئے منی آرڈر کی واپسی رسید بھی شاید ہی ان کو پہونچ سکے۔ یہاں سے رسید قطع ہونے سے رُکی ہوئی ہے ازراہ کرم "مد" اور پورا پتہ ایک کارڈ کے ذریعہ روانہ فرمائیں۔

(۴) اسی طرح ایک منی آرڈر مبلغ سو روپے کا مورخہ ۱۴ر ستمبر کو دفتر کو وصول ہوا ہے فارم پر نہ تو پتہ درج تھا، نہ "مد" نہ "نام" جن صاحب نے بھی روانہ کیا ہے ان کو رسید بھی نہیں جا سکی، ان کی نظر سے یہ سطور گذریں تو ذیل کے پتہ پر "مد" اور اپنا پتہ جلد ہی ارسال فرمائیں۔

معاون ناظم
شعبۂ تعمیر و ترقی ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳ ندوہ لکھنؤ

بقیہ صفحہ ۲ :

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کا حق اس کے ہاتھ سے چھینا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جہنم میں داخلہ ضروری کر دیا اور جنت کو اس پر حرام کر دیا، ایک شخص نے پوچھا اللہ کے نبی! چاہے وہ تھوڑی ہی چیز ہو، آپ نے فرمایا چاہے وہ پیلو کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔

(رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے (دھاردار چیز) سے اشارہ کیا فرشتے اس وقت تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک یہ اس کو چھوڑ نہ دے، چاہے وہ باپ یا ماں کی نسبت سے اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ (رواہ مسلم)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلا وجہ مسلمان کی عزت و آبرو پر زبان درازی کرنا بدترین ظلم ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری معراج کرائی، تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جن کے پیتل کے ناخن تھے ان سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزت و آبرو کو مجروح کرتے تھے۔

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے صرف زبان سے ایمان لانے والو اور دل سے یقین نہ کرنے والو! مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، اور نہ ان کی عزت کے پیچھے پڑو، جو ان کی عزت کے پیچھے پڑے گا تو اس شخص کی عزت کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا، اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے پیچھے پڑے اس کو اسکے گھر میں رسوا کر دے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے کسی مومن کو منافق سے بچایا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تو اللہ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی عزت پر حملہ آور ہو گا کہ اپنے اس فعل سے اس میں عیب لگا دے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر روک لے گا تا آنکہ اس نے جو بہتان لگایا ہے اس کا تاوان دے کر چھٹکارا نہ حاصل کر لے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابوطلحہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بھی کسی مسلمان کو ایسی جگہ بے سہارا چھوڑ دے گا جہاں اس کی بے عزتی ہو رہی ہو اور اس کی حرمت و آبرو پر دھبہ لگایا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ایسی جگہ بے سہارا چھوڑ دے گا جہاں وہ اس کی مدد کا طلب گار ہو گا۔ اور جو شخص بھی کسی مسلمان کی ایسی جگہ میں مدد کرے گا جہاں اس کی عزت گھٹ رہی ہے اور اس کی آبرو کی پردہ دری کی جا رہی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد ایسی جگہ فرمائے گا جہاں اس کی مدد کی اس بندے کو ضرورت ہو گی۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر کی طرف یا یہ فرمایا کہ کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تم کیا بڑے ہو اور تمہاری حرمت کیا بڑی ہے۔ مومن اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ محترم ہے۔ (رواہ الترمذی)

غزل

(ڈاکٹر طفیل احمد مدنی)

نہ اپنے آشیاں پر ہے نہ برق بے اماں پر ہے
نظر اپنی تو اے دل ان کے لطف بیکراں پر ہے

نہیں معلوم مائل کس کے حسن ضو فشاں پر ہے
وہ رہرو جس کی منزل شاہراہ کہکشاں پر ہے

بکھر سکتا ہے اس کا تو کسی بھی وقت شیرازہ
میں سچ کہتا ہوں دنیا مرکز آتش فشاں پر ہے

کرم ہی ہے کسی کے آج تک محفوظ ہے ورنہ
نگاہ برق تو مدت سے میرے آشیاں پر ہے

حرم والوں کا جاگ اٹھنا تو کچھ مشکل نہیں یارو
مگر یہ منحصر خود اپنی تاثیر اذاں پر ہے

بہت بے خوف ہو کر اس کو تم لکھو حرم والو
زمانہ کی نظر اب پھر تمہاری داستاں پر ہے

دل ناچیز کی میرے نہیں کچھ حیثیت لیکن
غم کونین کا بار گراں اس ناتواں پر ہے

میں شاعر ہوں دلوں کی ترجمانی کام ہے میرا
جو وہ محسوس کرتے ہیں وہی میری زباں پر ہے

طفیلؔ بے نواہٹ جاؤں حق سے میں معاذ اللہ
مرا تو ہر قدم اذنِ امیر کارواں پر ہے

نگرانِ اعلیٰ
مولانا ابوالعرفان ندوی

مجلس ادارت
نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

پرنٹر پبلشر جمیل احمد ندوی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات، شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

ایٹمی توانائی کے ذریعہ جرائم کی تحقیقات

آسٹریلیا میں جرائم کی تحقیقات کی جدید ترین اور جوہری توانائی کے امتزاج سے جرائم کی تفتیش میں کام لیا جا رہا ہے۔ نیوٹرون ایکٹیویشن اینالسس (این اے اے) اور جدید سائنس باہم مل کر ایک بہت طاقتور ساتھی بن گئے ہیں۔ این اے اے جوہری تکنیک ہے جس کے ذریعہ جرائم کے خلاف شہادت مہیا کی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ کار ہے جسکے ذریعہ بہت تفصیل سے جرائم کے خلاف ٹھوس ثبوت مہیا ہو سکتے ہیں۔ یہ طریقہ کار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگرچہ لوگ ابھی اس سے بہت کم واقف ہیں۔ یہ طریقہ کار آسٹریلیا کی فیڈرل پولیس کے ایک یونٹ نے جو آسٹریلین اٹامک انرجی کمیشن کے ساتھ کام کرتی ہے وضع کیا ہے۔ آسٹریلین اٹامک انرجی کمیشن کے تحقیقاتی ادارے نے جو لوکس ہائٹ سڈنی میں واقع ہے اور وہاں آسٹریلیا کی فیڈرل پولیس کی ایک یونٹ نے یہ چیز ممکن بنا دی کہ این اے اے گواہ کی حیثیت سے عدالتوں میں پیش کیا جا سکے۔ اس طریقہ کار کی بدولت قتل کے مجرموں کو سزا دلوائی گئی اور بے خطا لوگوں کو بری کرایا گیا۔ بعض معاملات میں این اے اے کی تحقیقات ادھوری رہیں مگر جھوٹی نتائج کے اعتبار سے بہرحال یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ جدید جوہری توانائی کی مہارت سے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ اسے بطور شاہد پیش کیا جا سکتا ہے بالخصوص یہ کہ این اے اے انگلیوں کے نشانات کی طرح کا کیمیاوی تجزیہ ہے۔ کسی معمولی سے معمولی نمونے سے جو جائے وقوعہ پر پایا گیا ہو اس کے تجزیہ کے بعد نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔ نمونہ میں خواہ آدمی کا بال ہو یا زمین کی تھوڑی سی مٹی ہو۔ جب یہ چیزیں نیوکلیئر ری ایکٹر میں رکھی جاتی ہیں اور ان کا نہایت احتیاط سے مشاہدہ کیا جاتا ہے تو نتائج تقریباً سو فیصد صحیح نکلتے ہیں۔ ان نمونوں پر گاما شعاعیں ڈالی جاتی ہیں اور ان شعاعوں سے جو لہریں پیدا ہوتی ہیں انھیں باریک بینی سے گنا جاتا ہے۔ معمولی سے معمولی نمونہ کے عنصر کو بتفصیل گنا جا سکتا ہے لہروں کی لمبائی ناپی جاتی ہے اور عنصر کی ہر کیفیت کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ان تجربات اور مشاہدات میں صحت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ایک گرام کے ایک اربویں تک تفصیل کا پتہ لگ جاتا ہے۔

چیف انسپکٹر جان گولڈنگ آسٹریلین فیڈرل پولیس کی یونٹ کے انچارج نے بتلایا کہ اس تفتیش کی حساسیت اور شمار کرنے کی صلاحیت جو این اے اے کو برتری فراہم کرتی ہے کہ وہ مروجہ طریقہ کار پر سبقت لے جاتا ہے جیسے معمولی کیمیاوی تجزیہ وغیرہ۔ لیکن اس میں ایک خرابی بھی ہے کہ اگر نمونہ میں کچھ سرایت کر جائے تو پھر تو نتائج بیکار ہو جاتے ہیں ان کا اندازہ ہے کہ سو جرائم کی تحقیقات اور تفتیش میں سے این اے اے کے

یکایک فیصلہ کی صلیبکو عدالت نے بطور شہادت تسلیم کیا بعض نمونے این اے اے کے لئے بیکار ثابت ہوئے کیونکہ ان میں سرایت کے بعد وہ کسی نمونہ کے ذریعے

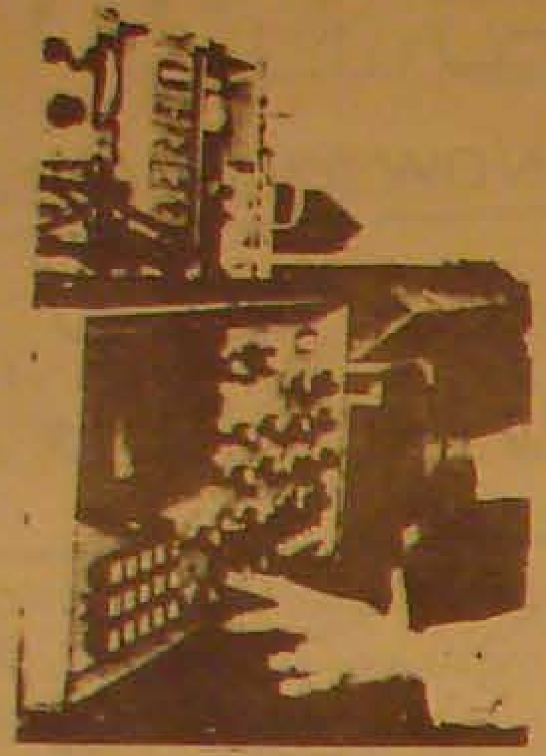

تفتیش جرائم کیلئے جوہری توانائی کی مشین

تھے۔ بعض نمونوں کا اصل جرم سے کوئی تعلق نہ تھا انسپکٹر گولڈنگ سمجھتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ این اے اے کے تجزیات تو سو فیصد صحیح ہوتے ہیں مگر انہیں عدالتی شہادت نہیں بنایا جا سکتا۔ ایسے جتنے مقدمات کی سماعت اس سلسلے میں عدالتوں نے کی ہے ان کے مطابق این اے اے تین اقسام میں بانٹا جا سکتا ہے جو این

جرائم کی تحقیقات و تفتیش کیلئے ایٹمی ری ایکٹر سے کام لیا جا رہا ہے اور نتائج بہت امید افزا ہیں

اے اے نے یہ ثابت کر دیا کہ مشتبہ ملزم جھوٹ بول رہا ہے۔ این اے اے نے ثابت کیا کہ جو نمونہ جائے حادثہ سے حاصل کیا گیا وہ مشتبہ ملزم کا ہے۔ این اے اے نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ جو نمونہ جائے واردات سے حاصل کیا گیا وہ مشتبہ ملزم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا یہ یا تو مقتول کا ہے یا پھر کسی اور کا۔ ایک چھ سالہ لڑکی کا قتل ہو گیا ایک آدمی گرفتار کیا گیا جس نے بیان دیا کہ مقتول لڑکی کو اس نے دیکھا تک نہیں۔ مگر این اے اے نے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ بالوں کے وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو ملزم کے کپڑوں میں لگے ہوئے تھے انہیں نظر انداز کر دیا گیا تھا تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ وہی تھے جو لڑکی کے سر کے بالوں سے ٹوٹ کر اس کے کپڑوں میں لگ گئے تھے اس ثبوت نے ملزم کو خاموش بنا دیا اور مزید تحقیق سے پتہ لگ گیا کہ وہی اصل مجرم تھا۔ ایک اور کیس میں ایک ملزم نے خود ایک بال پولیس کو دیا جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس بال کے کم از کم اجزا اس بال سے ملتے ہیں جو قتل کے موقع واردات پر پایا گیا تھا صرف ایک جز ایسا تھا جو مختلف تھا۔ اس پر انسپکٹر گولڈنگ نے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ ڈیڑھ لاکھ تجربات میں سے جو آسٹریلیا اور دوسرے ممالک میں کئے گئے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دو مختلف نمونوں میں ایسی مماثلت پائی گئی ہو انہوں نے مزید کہا کہ میرے خیال میں ایک جز کا یہ فرق شخص سرایت کی وجہ سے ہوا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قتل میں ملزم کی شرکت ثابت ہے کیونکہ یہ شخص جائے واردات پر موجود تھا۔

اور ملزم کا یہ کہنا کہ وہ جائے حادثہ پر موجود نہیں تھا کوئی اہمیت نہیں رکھتا لہٰذا جب اس شخص کی باوقت میں مزید تحقیقات کی گئی تو عدالت نے اسے مجرم قرار دے دیا۔

لوکس ہائٹ میں اس منصوبے پر کام جاری ہے بالکل مرتب شدہ پروگرام کے مختلف حصوں سے مٹی کے نمونے لئے جاتے ہیں اور ان کا این اے اے کے ذریعہ تجزیہ کیا جاتا ہے اس سلسلے میں چیف انسپکٹر گولڈنگ کا کہنا ہے کہ اب تک کوئی دو نمونے یکساں نہیں پائے گئے اور نہ آئندہ اسکی کوئی امید ہے ایک اور تجربہ میں جہاں اندرونی ایذا رسانیاں کی گئیں یا داغ کا اثر تھا جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو اس میں مختلف عناصر پائے گئے ایسے ہی دو ایک نمونے میں جس میں مٹی پائی گئی جب اس کا این اے اے کے ذریعہ تجزیہ کیا گیا تو اس کیفیت کی مٹی اس نمونے سے ملتی تھی جہاں یہ ادویات اگائی جاتی تھیں چیف انسپکٹر گولڈنگ کے مطابق این اے اے کے ماہرین اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ان کی پیش کردہ شہادت نہایت صاف اور واضح ہو اور بڑی احتیاط اور باریک بینی کے بعد پیش کی جائے اور جب تجربہ اور شہادت کے بعد ثبوت عدالت کے روبرو پیش ہو تو اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور عدالت کو صحیح طور پر بے نقاب کرے۔ ہم اپنی تلاش اور تجربات کو بہتر ممکن طریقہ سے اس طرح پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اس سے کوئی الجھن پیش نہ آئے تاکہ عدالت کے جج اور جیوری کے ارکان کو پیشانی پر شکن نہ پڑے۔ ہم سائنسی تجربات سے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں دھوکہ دینا نہیں چاہتے اور ایسا کرنے میں ہم یہی حق بجانب ہیں کہ ہم نہ صرف جج کے ساتھ انصاف کرتے ہیں بلکہ تمام متعلقہ لوگوں کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں۔

بمبئی میں
خالص گھی اور
میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیش کش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک * قلاقند * ملائی * برفی * کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے نیچے، بمبئی
فون 320059
بیکری: ۳۳۔ محمد علی روڈ بمبئی ۳

خصوصی رعایت
صرف ایک ماہ کے لئے
مبلغ ۳۲/۵۰ روپے ارسال کر کے تعمیر حیات کا وقیع وضخیم ۲۸۴ صفحہ کا خصوصی نمبر حاصل کیجئے اور ایک سال کے لئے تعمیر حیات کے خریدار بنئے۔
(منیجر)